307

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 23-اکتوبر 2014

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ خوراک)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

(i) رپورٹس کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

1۔ بیت المال پنجاب کی سالانہ کارکردگی رپورٹس برائے سال 12-2011 اور 2013

ایک وزیر بیت المال پنجاب کی سالانہ کارکردگی رپورٹس برائے سال 12-22011 اور 2013 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی، گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی، راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی اور ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی سالانہ رپورٹس برائے سال 13-2012

ایک وزیر فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی، گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی، راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی اور ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی سالانہ رپورٹس برائے سال 13-2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ برائے سال 13-2012

ایک وزیر پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ برائے سال 13-2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

308

4۔ پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی لاہور کی سالانہ رپورٹ برائے سال 13-2012

ایک وزیر پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی لاہور کی سالانہ رپورٹ برائے سال 13-2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

5۔ ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی (ٹیوٹا) کی سالانہ رپورٹ برائے سال 12-2011

ایک وزیر ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی (ٹیوٹا) کی سالانہ رپورٹ برائے سال 12-2011 ایوان میں پیش کریں گے۔

(ii) عام بحث

جمہوریت سے متعلقہ قرارداد پر عام بحث جاری رہے گی۔

309

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا دسواں اجلاس

جمعرات،23-اکتوبر 2014

(یوم الخمیس،27-ذی الحج 1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 50 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَہَا ؕ لَہَا مَا کَسَبَتۡ وَ عَلَیۡہَا مَا اکۡتَسَبَتۡ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ اِنۡ نَّسِیۡنَاۤ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا ۚ رَبَّنَا وَ لَا تَحۡمِلۡ عَلَیۡنَاۤ اِصۡرًا کَمَا حَمَلۡتَہٗ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا ۚ رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ ۚ وَ اعۡفُ عَنَّا ٝ وَ اغۡفِرۡ لَنَا ٝ وَ ارۡحَمۡنَا ٝ اَنۡتَ مَوۡلٰىنَا فَانۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۲۸۶﴾

سُوۡرَۃُ الۡبَقَرَۃ آیت 286

اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اچھے کام کرے گا تو اس کو ان کا فائدہ ملے گا بُرے کرے گا تو اسے ان کا نقصان پہنچے گا۔ اے پروردگار! اگر ہم سے بھول یا چوک ہو گئی ہو تو ہم سے مؤاخذہ نہ کیجیو۔ اے پروردگار! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا اے پروردگار! جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھیو اور (اے پروردگار) ہمارے گناہوں سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں پر غالب فرما (286)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبولﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبولﷺ

کوئی لمحہ بھی تیرے ذکر سے خالی نہ ہوا
میں تیرے بعد کسی در کا سوالی نہ ہوا
تُو ہے یثرب کو مدینے میں بدلنے والا
تیرے جیسا تو کسی شہر کا والی نہ ہوا
کوئی پیدا نہ ہوا تیرے مؤذن جیسا
پھر اذانوں میں کبھی سوزِ بلالی نہ ہوا
تیری اُمت کے سوا اور کسی اُمت میں
کوئی رُومی نہ ہوا، کوئی غزالی نہ ہوا
میں نے ہر دَور کی تاریخ میں جھانکا فخری
ایک بھی شخص محمد سا مثالی نہ ہوا

سوالات

(محکمہ خوراک)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈا پر محکمہ خوراک سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور اُن کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال نمبر 826 محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں اس لئے یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1220 بھی محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں اس لئے یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1304 محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں اس لئے یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1672 ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں اس لئے یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1673 بھی ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں اس لئے یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال میاں محمد کاظم علی پیرزادہ صاحب کا ہے۔

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2028 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور جاتا ہے۔

فلور ملز کے تیار کردہ آٹے پر تحفظات اور حکومتی اقدامات

*2028: میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں جو فلور ملز bagging کرنے کے بعد آٹا فروخت کر رہی ہیں اس پر کوئی لیبل نہ ہے، کیا اس سے consumer protection right کی خلاف ورزی نہیں ہو رہی؟

(ب) کیا Refined Wheat Flour اور Whole Wheat Flour کے علیحدہ علیحدہ سٹینڈرڈ حکومت نے approve کئے ہیں تو اس کی کاپی مہیا کی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ خوراک نے آٹے کے سٹینڈرڈ کو approve کرنے کے بعد اس کو لیبل پر پرنٹ کرنے کا پابند کیا ہے اور پرنٹ نہ ہونے کی صورت میں کیا قانونی مواخذہ ہے؟

(د) کیا آٹے میں کیڑے پیدا ہونے کی وجہ bag میں آکسیجن نکال کر نائیٹروجن بھرنے کے اصول پر عمل نہ کرنا ہے۔کیا محکمہ خوراک اس کی bagging اصولوں کے مطابق کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

(ہ) اگر پیکنگ پر سٹینڈرڈ پرنٹ نہیں ہے تو سیمپل لینے والے سیمپل پر کیا لکھ کر بھیجتے ہیں۔کیونکہ سیمپل ٹیسٹ لیبل پر دی گئی specification کے مطابق کیا جاتا ہے؟

(و) صوبہ میں پچھلے تین سالوں میں ہر سال کتنے سیمپل ٹیسٹ کئے اور اس میں سے کتنے سیمپل ان فٹ ہوئے؟

(ز) کیا یہ بھی درست ہے کہ فلور ملوں کو گندم حکومت مہیا کرتی ہے۔مگر فلور ملیں اس میں سے سوجی، میدہ، فائبر نکال کر آٹا عوام کو مہیا کرتی ہیں۔جس کو خریدنا عوام کی مجبوری ہے؟

(ح) پنجاب میں کتنی فلور ملیں Whole Wheat Flour سپلائی کر رہی ہیں اور کیا اس کے لیبل پر اس کی nutrition value بھی پرنٹ کی گئی ہے تاکہ سچائی کو محکمہ خوراک چیک کر سکے؟

(ط) کیا محکمہ خوراک عوام کو گندم بحساب 4 کلو فی فرد فی ماہ (جیسا کہ انڈیا میں ہے) دینا پسند کرے گی تاکہ فلور ملوں کے خراب آٹا کی اجارہ داری سے جان چھڑائی جا سکے؟

(ی) World Health Organization نے آٹا کی fortification کے لئے جو سفارشات دی ہیں۔کیا محکمہ خوراک نے اس پر عملدرآمد کیا ہے، اگر نہیں تو کیا حکومت ان سفارشات پر عملدرآمد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ):

(الف) درست نہ ہے۔پنجاب میں ہر فلور ملز کے 10 کلو گرام اور 20 کلو گرام تھیلا آٹا پیکنگ پر ہر مل کا مارکہ فلور مل کا نام، برانڈ، وزن، قیمت اور تاریخ پسائی درج ہوتی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب نے آٹا اور گندم کی دوسری مصنوعات کا معیار Pure Food Rules 2011 کے مطابق مقرر کیا ہوا ہے۔کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

نمبر شمار	مصنوعات	حد معیار
A	تیار آٹا	
1	گرٹ	ناقابل برداشت
2	ایش (Ash)	1.5 فیصد سے زیادہ نہ ہو
	ایش (Acid in soluble)	0.1 فیصد سے زیادہ نہ ہو

3	گلوٹن خشک	8فیصد کم از کم
4	تیزابیت	0.115فیصد سے زیادہ نہ ہو
5	نمی	13فیصد سے زیادہ نہ ہو
6	چوکر(Dietary Fiber)	7.5فیصد کم از کم
	(Crude Fiber)	2.1فیصد سے2.5فیصد
B	میدہ	
1	ایش(Ash)	0.5فیصد سے زیادہ نہ ہو
	(Acid Insoluble)	0.05فیصد تک
2	گلوٹن خشک	8فیصد کم از کم
3	تیزابیت	0.115فیصد سے زیادہ نہ ہو
4	نمی	13فیصد سے زیادہ نہ ہو
C	سوجی	
1	کوالٹی	20نمبر چھاننی سے گزر جائے لیکن 3فیصد سے زیادہ چھاننی نمبر100 سے نہ گزرے۔
2	گرٹ	گرٹ کے ساتھ، کرم خوردہ، الی اور خراب بو والی سوجی ناقابل برداشت ہے۔
3	ایش(Ash)	1فیصد سے زیادہ نہ ہو
4	نمی	12فیصد سے زیادہ نہ ہو
5	گلوٹن خشک	8فیصد کم از کم
6	تیزابیت	0.115فیصد سے زیادہ نہ ہو

(ج) آٹے کے approved سٹینڈرڈ درج بالا جز(ب) کا لیبل پر درج ہونا لازمی نہ ہے۔ تاہم جز(ب) میں درج معلومات پرنٹ نہ ہونے پر فلور ملز کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے جس میں مل ہذا کو جرمانہ / کوٹا بند کرنا شامل ہے۔

(د) آٹا کے تھیلا میں سے آکسیجن نکال کر نائٹروجن بھرنے کی اس وقت کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔ آٹے میں کیڑے پیدا ہونے کی ممکنہ وجہ اس میں مقرر حد سے نمی کی زیادتی ہوتی ہے۔

(ہ) آٹا کی تھیلا کی پیکنگ پر سٹینڈرڈ کا لکھنا ضروری نہ ہے۔ کیونکہ متعلقہ لیبارٹری آٹا کا تجزیہ Pure Food Rules 2011 کے تحت کرنے کے بعد رزلٹ مرتب کرتی ہے۔

(و) گزشتہ تین سالوں میں سیمپل کی رپورٹ مندرجہ ذیل ہے:۔

سال	کل سیمپل	ان فٹ سیمپل
2010-11	3700	1936
2011-12	5509	2164
2012-13	4123	1800
میزان	13332	5900

(ز) محکمہ خوراک پنجاب عام طور پر ستمبر سے اپریل تک اپنے ذخائر سے گندم کا اجراء فلور ملز کو کرتا ہے جبکہ بقایا مہینوں میں فلور ملز مارکیٹ سے گندم خرید کر کے پسائی کرتی ہے۔ محکمہ خوراک پنجاب گندم سے آٹا اور دوسری مصنوعات بنانے کا ذکر اوپر جز(ب) میں بیان کردہ ہدایات کے مطابق اور حکومت کے مقررہ کردہ نرخ پر کرواتا ہے تاکہ مارکیٹ میں بیکری، مٹھائیاں، فاسٹ فوڈ اور دوسری گندم سے متعلقہ مصنوعات کے بنانے کا ذکر اوپر جز(ب) میں بیان کردہ ہدایات کے مطابق اور حکومت کے مقرر کردہ نرخ پر کرواتا ہے تاکہ مارکیٹ میں بیکری، مٹھائیاں، فاسٹ فوڈ اور دوسری گندم سے متعلقہ مصنوعات کی عوامی ضروریات کا خیال رکھا جاسکے۔

(ح) اس ضمن میں عرض ہے کہ پنجاب میں کوئی بھی فلور ملز Whole Wheat Flour تیار نہ کرتی ہے۔تاہم لیبل پر درج ذیل معلومات لکھی ہونا لازمی ہے:۔

Weight	------------	Kg
Date of grinding	------------	
Name of Flour Mill	------------	
Ex-Mill Price Rs.	------------	
Retail Price Rs.	------------	

(ط) محکمہ خوراک میں عوام کو 4 کلو گرام فی فرد مہیا کرنے کی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔

(ی) Punjab Nutrition Guideline Notes کے مطابق پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ نے آٹا میں Iron Fortification کی تجویز کو لازمی قرار دیا ہے جس کے مطابق پنجاب فوڈ اتھارٹی ایکٹ 2009 کی روشنی میں نوٹیفکیشن کی تیاری متعلقہ اتھارٹی میں زیر تکمیل ہے۔ جبکہ پنجاب فلور ملز ایسوسی ایشن نے اس سلسلہ میں مکمل تعاون کا یقین دلایا ہے اور تجویز پیش کی کہ آئرن فورٹیفکیشن کے قانون کو کم از کم ایک سال تک مؤخر رکھا جائے تاکہ تمام فلور ملیں اپنے اپنے یونٹ میں premix لگوا سکیں۔ جس کے بعد ہر فلور مل کے لئے یہ لازمی ہو گا کہ وہ آئرن فورٹیفائیڈ آٹا ہی تیار کرے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: جناب سپیکر! مجھے پہلے نہیں بتایا گیا اس لئے میں اسے پڑھ نہیں سکا۔ اس سوال کو تھوڑی دیر کے لئے pending کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ نے جو ضمنی سوال کرنا ہے وہ کر لیں۔ یہ ذمہ داری تو آپ کی ہے۔

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: جناب سپیکر! یہ آپ کی ذمہ داری نہیں ہے۔ اگر مجھے اسمبلی والے پہلے بتاتے تو میں اس کو پڑھ لیتا۔ میں نے تو اسے ابھی پڑھا ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کیا آپ نے کسی سے پہلے پوچھا ہے؟

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: جناب سپیکر! نہیں۔

جناب سپیکر: میں پھر کیا کر سکتا ہوں؟

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: جناب سپیکر! مجھے دس منٹ کا وقت دے دیں تاکہ میں اس جواب کو پڑھ لوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ دس منٹ کے بعد ضمنی سوال کر لیں۔ اگلا سوال میاں طارق محمود صاحب کا ہے۔ جی، میاں صاحب!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2134 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں سٹور کی گئی گندم کی تفصیلات

*2134: میاں طارق محمود: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ خوراک کے پاس اس وقت کل کتنی گندم سٹورز ہے؟

(ب) کیا یہ گندم اس سال کے لئے کافی ہے اگر نہیں تو کیا مزید گندم خرید کی جا رہی ہے؟

(ج) یہ گندم صوبہ میں کس کس جگہ پر کتنی کتنی سٹور ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ):

(الف) اس وقت محکمہ خوراک کے پاس مختلف اضلاع میں مورخہ 2013-12-03 تک 26,96,299 میٹرک ٹن گندم سٹور ہے۔

(ب) الحمدللہ محکمہ خوراک کے پاس موجود سٹاک گندم نئی فصل آنے تک صوبہ کی ضرورت پورا کرنے کے لئے کافی ہے۔

(ج) صوبہ میں سٹور گندم کی اضلاع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! محکمہ خوراک کے پاس صوبہ میں گندم کس کس جگہ پر کتنی کتنی سٹور ہے، اس کی تفصیل آ گئی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کتنی گندم سٹوروں میں اور کتنی گندم باہر گنجیوں میں عارضی طور پر رکھی ہوئی ہے۔ اس کی تفصیل بتا دیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! اس وقت 37 لاکھ میٹرک ٹن گندم گجرات میں سٹوروں میں پڑی ہے۔

جناب سپیکر: آپ ان کا سوال سنیں اور اس کے بعد جواب دیں۔ وہ پوچھ رہے ہیں کہ کتنی کتنی گندم کون کون سے سٹور میں پڑی ہوئی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! اگلا سوال بھی میاں صاحب کا ہے اُس میں انہوں نے وہی پوچھا ہوا ہے جو یہ اس سوال میں ضمنی پوچھ رہے ہیں۔ اگلے سوال میں ان کے اس سوال کی تفصیل ہے۔ پی آر سنٹر گجرات آٹھ ہزار میٹرک ٹن، پی آر سنٹر گجرات سروس موڑ آٹھ ہزار میٹرک ٹن۔۔۔

جناب سپیکر: یہ تو اگلا سوال ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں نے جو کہا ہے کہ یہ میری بات کو سمجھیں۔ یہ دوسرے سوال پر چلے گئے ہیں۔ انہوں نے ایوان کی میز پر جو تفصیل رکھی ہے وہ میرے پاس ہے۔ میرا سوال صرف یہ ہے کہ پنجاب میں گندم سٹوروں میں پڑی ہوئی ہے اور عارضی طور پر ترپال کے نیچے بھی گندم پڑی ہوئی ہے تو وہاں پر کتنی کتنی گندم پڑی ہوئی ہے یہ مجھے علیحدہ علیحدہ بتا دیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! 21 لاکھ ٹن گندم گوداموں میں اور 16 لاکھ ٹن گنجیوں میں پڑی ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ انہوں نے جو گندم بتائی ہے کہ اتنی گندم ہمارے پاس گوداموں کے علاوہ پڑی ہوئی ہے کیا اس وقت محکمہ خوراک کے سب اضلاع میں موجود گوداموں میں مزید گندم رکھنے کی کوئی گنجائش ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! گوداموں والی گندم پڑی رہتی ہے۔ پہلے ہم باہر والی گندم اٹھاتے ہیں اس لئے گوداموں میں ابھی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! شاید انہیں میری بات کی سمجھ نہیں آئی۔ یہ گندم اٹھانے کی بات کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ سب کو سمجھالیں ان کو اکیلے کو نہ سمجھائیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ ان کے پاس ہر ضلع میں گودام بھی موجود ہیں اور پالیسی کے مطابق ضلع میں جتنی گندم۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے کہا ہے کہ ہمارے گوداموں میں گنجائش نہیں ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا بھی ان کے ساتھ یہی سوال تھا کہ کیا ان کے پاس پنجاب میں ہر ضلع کے level پر جتنے گودام ہیں کیا وہ سب بھرے ہوئے ہیں اور اس کے بعد گندم باہر پڑی ہے یا گودام خالی پڑے ہوئے ہیں اور گندم اس کے باوجود باہر پڑی ہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! محکمہ خوراک پہلے باہر پڑی ہوئی گندم اٹھاتا ہے۔ اس کے علاوہ گوداموں میں جتنی گنجائش ہوتی ہے اس کے مطابق گندم گوداموں میں پڑی رہتی ہے جو گودام ٹھیک ہوتے ہیں۔ اگر کوئی گودام اس قابل نہیں ہے کہ اس میں گندم سٹور کی جائے وہ رہ سکتے ہیں۔ محکمہ خوراک والے پہلے گنجیوں میں پڑی گندم کو اٹھاتے ہیں اس لئے پہلے باہر والی گندم اٹھائی جاتی ہے اور گوداموں میں جگہ نہیں ہوتی۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں کچھ کہہ رہا ہوں اور یہ مجھے کچھ اور سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ اس وقت پنجاب حکومت کے پاس گودام بھی خالی پڑے ہوئے ہیں اور گندم بھی باہر پڑی ہوئی ہے۔ پہلے یہ ہوتا تھا کہ ضلع وار گندم کو ہر ضلع میں پہنچا دیا جاتا تھا۔ اب یہ ہے کہ گندم پیچھے ہی رہ جاتی ہے۔ آپ مجھے floor پر کہہ رہے ہیں کہ اب گوداموں میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ مجھے صرف یہ بتادیں کہ گوداموں میں گنجائش ہے یا نہیں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! میں یہی بتا رہا ہوں کہ جو گودام بھی اس قابل ہیں کہ جن میں گندم سٹور کی جاسکتی ہے وہ سب گودام بھرے ہوئے ہیں مزید ان میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ شاید میں آپ کو سمجھا نہیں سکا۔

جناب سپیکر: نہیں۔ وہ بھی سمجھ گئے ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ بڑا ضروری مسئلہ ہے اور اس سے محکمہ خوراک کا بڑا فائدہ ہے۔ اس میں ضلع وار بھی جو کچھ کہہ رہے ہیں میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ ایک دفعہ اپنے گودام چیک کر لیں کہ کیا واقعی جو کچھ میں کہہ رہا ہوں کہ راولپنڈی میں کتنے گودام ہیں، جہلم میں کتنے ہیں، گجرات میں کتنے ہیں اور بے تحاشا گودام خالی پڑے ہوئے ہیں اور گندم گنجیوں میں پڑی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! ان کی بات آپ نے سن لی ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے پاس گوداموں میں رکھنے کی جگہ نہیں ہے، گودام پہلے ہی بھرے ہوئے ہیں اور ہم پہلے گنجیوں کی گندم اٹھاتے ہیں۔ اگر آپ کوئی particular جگہ بتائیں گے تو اس نشاندہی پر وہ چیک کرا لیتے ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ ہر ضلع میں گوداموں کو چیک کرا لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! ہم چیک کرا لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ کی تجویز انہوں نے مان لی ہے۔ اگلا سوال بھی میاں طارق محمود صاحب کا ہے۔ جی، میاں صاحب!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2136 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گجرات: گوداموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2136: میاں طارق محمود: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں گندم ذخیرہ کرنے کے لئے کتنے گودام ہیں، کیا یہ گودام گندم کو ذخیرہ کرنے کے لئے کافی ہیں، اگر نہیں تو حکومت مزید گودام بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گندم ذخیرہ کرنے کے لئے ڈنگہ ضلع گجرات کے ارد گرد کوئی گودام نہیں ہے؟

(ج) کیا حکومت ڈنگہ ضلع گجرات میں گودام بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ):

(الف) ضلع گجرات میں تین جگہوں پر گودام موجود ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام جگہ	گوداموں کی سٹوریج کیپیسٹی (میٹرک ٹن)
1	پی آر سنٹر گجرات محلہ فیض آباد نزد ریلوے لائن	8000.000
2	پی آر سنٹر گجرات، سروس موڑ	3000.000
3	پی آر سنٹر لالہ موسیٰ، محلہ دھامہ	5000.000
	میزان	16000.000

ضلع گجرات میں تقریباً29000.000 میٹرک ٹن گندم خرید ہوتی ہے۔ باقی گندم گنجیوں کی صورت میں ذخیرہ کی جاتی ہے۔

(ب) یہ بالکل درست ہے کہ ڈنگہ ضلع گجرات کے ارد گرد کوئی گودام نہ ہے۔ ڈنگہ کے ارد گرد کی گندم خرید کر کے ڈنگہ میں گنجیوں کی صورت میں ذخیرہ کی جاتی ہے مزید ڈنگہ میں محکمہ کے پاس کوئی سرکاری زمین نہ ہے۔

(ج) محکمہ کے پاس پنجاب بھر میں 20لاکھ ٹن کے ذخائر کی ضرورت ہے۔ جس کے لئے مطلوبہ وسائل فی الحال دستیاب نہ ہیں اس لئے مستقبل قریب میں حکومت ڈنگہ میں کوئی گودام بنانے کی پوزیشن میں نہ ہو گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! اس کے جز(ج) میں پوچھا گیا ہے کہ کیا حکومت ڈنگہ ضلع گجرات میں گودام بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟ اس کے جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ یہ بالکل درست ہے کہ ڈنگہ ضلع گجرات کے ارد گرد کوئی گودام نہ ہے۔ ڈنگہ کے ارد گرد کی گندم خرید کر کے ڈنگہ میں گنجیوں کی صورت میں ذخیرہ کی جاتی ہے مزید ڈنگہ میں محکمہ کے پاس کوئی سرکاری زمین نہ ہے۔ محکمہ کے پاس پنجاب بھر میں20لاکھ ٹن کے ذخائر کی ضرورت ہے جس کے لئے مطلوبہ وسائل فی الحال دستیاب نہ ہیں اس لئے مستقبل قریب میں حکومت ڈنگہ میں کوئی گودام بنانے کی پوزیشن میں نہ ہو گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ محکمہ خوراک کی future میں کوئی پالیسی نہیں ہے کہ یہ کیسے معاملات کو چلائے گی؟ اس جواب سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے پاس کوئی future policy نہیں ہے۔ اگر کوئی پالیسی ہے تو وہ اسے واضح کریں کیونکہ اس سال جو سیلاب آیا ہے اور جس طرح بارشیں ہوئی ہیں، جس

جس علاقے سے وہ سیلاب گزرا ہے کیا وہاں گندم بچ گئی ہے اگر یہ ان کی پالیسی ہے تو اس کے بارے میں یہ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! یہ ہم نے ڈنگہ اور گجرات کے لئے بتایا ہے کہ ڈنگہ میں ہمارے پاس سرکاری زمین available نہیں ہے، وسائل کی بھی کمی ہے لیکن فوڈ ڈیپارٹمنٹ کی پالیسی ہے اور الحمد للہ ہم نئے گودام بنا رہے ہیں۔ اس سلسلے میں ہمارے راجن پور اور کئی دوسری جگہ پر پراجیکٹ شروع ہیں۔ انشاء اللہ ہم کوشش کریں گے جس طرح سے بھی گنجائش نکلے جو گندم باہر گنجیوں میں پڑی ہے ان سب کے لئے گودام بنائے جائیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! براہ مہربانی کوئی time period بتادیں کہ اتنے عرصے میں ہم محکمے کی بہتری کرنے جا رہے ہیں اور اس میں بھی اس سکیم کو شامل کریں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! ہماری پالیسی میں محکمہ تین لاکھ ٹن کے سائیلوز بنانے کا ارادہ رکھتا ہے اور تیس ہزار ٹن کے سائیلوز ابھی under process ہیں۔ امید ہے کہ 2015 تک ہم تیس ہزار ٹن کے سائیلوز مکمل کر لیں گے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! اس کا مطلب ہے کہ یہ ڈنگہ میں بھی ایک سائیلوز لگائیں گے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! محکمے کے پاس ڈنگہ میں سائیلوز لگانے کی ابھی کوئی پالیسی نہیں ہے۔ اگر آپ کہہ رہے ہیں تو انشاء اللہ محکمہ اس پر غور کرے گا۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! آپ نے کہا ہے کہ اگر زمین کا مسئلہ ہوا تو وہ میں حل کروا دوں گا۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! وہ آپ کو assurance دے رہے ہیں کہ اگر زمین کا مسئلہ ہوا تو وہ حل کروا دیں گے۔ بہت شکریہ۔ میاں محمد کاظم علی پیرزادہ اپنے سوال نمبر 2028 پر ضمنی سوال کریں۔

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: جناب سپیکر! میں نے اس سوال کے جز (الف) میں پوچھا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں جو فلور ملز bagging کرنے کے بعد آٹا فروخت کر رہی ہیں اس پر کوئی لیبل نہ ہے، کیا اس سے Consumer Protection Right کی خلاف ورزی نہیں ہو رہی؟ اس کے جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ پنجاب میں ہر فلور ملز کے 10 کلو گرام اور 20 کلو گرام تھیلا آٹا پیکنگ پر ہر مل

کا مارکہ، فلور مل کا نام، برانڈ، وزن، قیمت اور تاریخ پسائی درج ہوتی ہے۔ اس میں nutrition value کی detail نہیں لکھی ہوئی ہے جو لکھنا ضروری ہے۔ Consumer Protection Right تو اسی میں سے compromise ہوتا ہے nutrition value detail نہیں ہوگی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! آپ نے اس کی نشاندہی کی ہے اور میں سارے ایوان سے اپیل کروں گا کہ یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ آپ اچھی تجاویز دیں، یہ آپ کی تجویز اچھی ہے اور ہم انشاء اللہ کوشش کریں گے کہ اس پر عمل کریں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال کریں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! سوال کے جز (ہ) میں پوچھا گیا کہ پنجاب میں کتنی فلور ملیں whole wheat flour سپلائی کر رہی ہیں اور کیا اس کے لیبل پر اس کی nutrition value بھی پرنٹ کی گئی ہے تاکہ سچائی کو محکمہ خوراک چیک کر سکے؟ اس کا جواب ہے کہ اس ضمن میں عرض ہے کہ پنجاب میں کوئی بھی فلور ملز whole wheat flour تیار نہ کرتی ہے تاہم لیبل پر درج ذیل معلومات لکھی ہونا لازمی ہے:

Weight	------------	Kg
Date of grinding	------------	
Name of Flour Mill	------------	
Ex-Mill Price Rs.	------------	
Retail Price Rs.	------------	

جناب سپیکر! میری request یہ ہوگی کہ جیسے جز (الف) میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے اس چیز کی assurance دی ہے کہ اس کی detail دیں گے۔ اگر whole wheat کی کوئی ایسی provision نہیں ہے کہ جو grind کر کے دیتی ہوں تو اس پر یہ specified law پہلے ہی in code کر دیں تاکہ کل کو کوئی whole wheat grinder آ جائے تو وہ یہ سمجھے کہ میرے لئے یہ law applicable نہیں ہے۔ یہ law refined and whole wheat دونوں صورتوں میں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! یہ suggestions ہیں تو آپ ان سے suggestions لے لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! میرا خیال ہے میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ۔۔۔

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ نے اپنا دوسرا ضمنی سوال ملک صاحب کو دے دیا ہے اور اب تیسرا ضمنی سوال کر لیں اور دیکھ لیں۔ یہ آپ کا آخری ضمنی سوال ہو گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! یہ اچھی تجویز ہے جو بھی تجاویز میرے ساتھی بہتری لانے کے لئے دے رہے ہیں، انشاء اللہ محکمہ کوشش کرے گا کہ اس کو قانونی شکل دے کر اس کو implement کروائیں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اگلا سوال محترمہ لبنیٰ فیصل صاحبہ کا ہے۔

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال ہے۔ میں نے جز (ب) میں پوچھا تھا کہ World Health Organization نے آٹا کی fortification کے لئے جو سفارشات دی ہیں کیا محکمہ خوراک نے اس پر عملدرآمد کیا ہے، اگر نہیں تو کیا حکومت ان سفارشات پر عملدرآمد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اس کے جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ پنجاب فوڈ اتھارٹی ایکٹ 2009 کی روشنی میں نوٹیفکیشن کی تیاری متعلقہ اتھارٹی میں زیر تکمیل ہے جبکہ پنجاب فلور ملز ایسوسی ایشن نے اس سلسلہ میں مکمل تعاون کا یقین دلایا ہے اور تجویز پیش کی ہے کہ iron fortification کے قانون کو کم از کم ایک سال تک مؤخر رکھا جائے تاکہ تمام فلور ملیں اپنے اپنے یونٹ میں premix لگوائیں جس کے بعد ہر فلور مل کے لئے یہ لازمی ہو گا کہ وہ iron fortification آٹا ہی تیار کرے۔ یہ اتھارٹی 2009 سے کام کر رہی ہے اور فلور ملز ایسوسی ایشن نے بھی اپنے تعاون کا یقین دلا دیا ہے، اب 2014 آ گیا ہے اور محکمہ نے ایک سال کا ٹائم مانگا تھا۔ کب تک یہ چیز مکمل ہو جائے گی اور لوگوں کو معیاری آٹا کھانے کو ملے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! اس میں پرنٹنگ کی غلطی ہے۔ یہ اتھارٹی 2009 میں نہیں بلکہ 2011 میں بنی تھی۔ اس کے بعد اس اتھارٹی نے کام شروع کیا ہے اور بہت ساری ملوں نے فورٹیفائیڈ آٹا تیار کرنا شروع کر دیا ہے اور دوسری ایسوسی ایشن کے ساتھ بات ہوئی ہے اور 2015 تک ساری ملز فورٹیفائیڈ آٹا تیار کرنا شروع کر دیں گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ لبنیٰ فیصل صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔

محترمہ لبنیٰ ریحان: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔

جناب سپیکر: سوال کا نمبر بولیں۔

محترمہ لبنیٰ ریحان: جناب سپیکر! سوال نمبر 2297 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز خاتون ممبر نے محترمہ لبنیٰ فیصل کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ بھر میں ملاوٹ شدہ اشیاء کی سر عام فروخت و دیگر تفصیلات

*2297: محترمہ لبنیٰ فیصل: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے کھانے پینے کی اشیاء میں ملاوٹ روکنے کے لئے ایک independent ادارہ بنایا ہوا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ ادارہ اپنا کام صحیح طریقہ سے سر انجام نہ دے رہا ہے جس بناء پر ہر چھوٹے بڑے شہر کے سٹورز پر کھلے عام ملاوٹ شدہ اشیاء کی فروخت ہو رہی ہے؟

(ج) کیا حکومت اس بارے میں کوئی سخت ایکشن لینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ):

(الف) یہ بات درست ہے کہ حکومت پنجاب نے کھانے پینے کی اشیاء میں ملاوٹ روکنے کے لئے ایک independent ادارہ پنجاب فوڈ اتھارٹی ضلع لاہور میں مورخہ 2۔جولائی 2012 کو Punjab Food Authority Act, 2011 کے تحت قائم کیا تا کہ لوگوں کے لئے صاف اور ستھری خوراک کی فراہمی کو یقینی بنایا جاسکے۔ فی الوقت پنجاب فوڈ اتھارٹی صرف ضلع لاہور میں کارروائی کرنے کی مجاز ہے۔

(ب) پنجاب فوڈ اتھارٹی ضلع لاہور میں مورخہ 2۔جولائی 2012 کو معرض وجود میں آئی تا کہ لوگوں کے لئے صاف، ستھری اور ملاوٹ سے پاک خوراک کو یقینی بنایا جاسکے اور اس سلسلے میں پنجاب فوڈ اتھارٹی مورخہ 2۔جولائی 2012 سے ضلع لاہور میں اپنا کام بخوبی سر انجام دے رہی ہے۔ ضلع لاہور میں پنجاب فوڈ اتھارٹی کی جانب سے اب تک 82,107 جگہوں کا معائنہ کیا گیا اور 12694 نمونہ جات لئے گئے جو کہ ڈسٹرکٹ فوڈ لیبارٹری میں بھجوائے گئے اور فیل شدہ نمونہ جات پر کارروائی کے لئے متعلقہ کورٹس میں مقدمے دائر کئے گئے ہیں

جس سلسلے میں اب تک1,323 افراد کو جیل ہوئی۔ مزید برآں اب تک 17,051 کو Improvement Notices دیئے گئے تاکہ خوراک کے معیار کو بہتر سے بہتر کیا جا سکے۔ ناقص صفائی اور غیر معیاری خوراک کی وجہ سے ضلع لاہور میں اب تک 1,142 مقامات کو سیل کیا ہے۔ ٹاؤن وار رپورٹ منسلکہ (الف) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مزید برآں پنجاب فوڈ اتھارٹی کا دائرہ کار صرف ضلع لاہور تک محدود ہے اور جلد ہی پنجاب کے باقی تمام شہروں میں بھی پنجاب فوڈ اتھارٹی عوام تک معیاری اور ملاوٹ سے پاک خوراک کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے اپنا کام شروع کر دے گی۔

(ج) پنجاب فوڈ اتھارٹی کی ٹیمیں لاہور کے تمام ٹاؤنز میں ملاوٹ شدہ خوراک کی روک تھام کے لئے بلاامتیاز کارروائی کر رہی ہیں اور اس سلسلے میں کسی قسم کی رعایت نہ برتی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے۔

محترمہ لبنیٰ ریحان: جناب سپیکر! جز (ب) میں انہوں نے پوچھا ہے کہ پنجاب فوڈ اتھارٹی ضلع لاہور میں مورخہ 2۔ جولائی2012 کو معرض وجود میں آئی اور صرف لاہور میں کام کر رہی ہے اور جلد ہی پنجاب کے باقی شہروں میں پنجاب فوڈ اتھارٹی عوام تک معیاری اور ملاوٹ سے پاک خوراک کی فراہمی کو یقینی بنائے گی اور اپنا کام شروع کرے گی۔ یہ اتھارٹی2012 میں وجود میں آئی ہے اور ابھی تک صرف ضلع لاہور میں ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ باقی شہروں میں کب تک ان کا کام شروع ہو جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! پورے پنجاب میں ڈی سی او صاحبان یہ کام کر رہے ہیں۔ یہ پائلٹ پراجیکٹ لاہور کے لئے بنایا تھا جس کی implementation کے بعد یہ successful رہا ہے اور اب انشاء اللہ اس کو دوسرے شہروں تک محکمہ خوراک اور گورنمنٹ شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد عامر اقبال شاہ: جناب سپیکر! ڈی سی او صاحبان کس طریقے سے چیک کرتے ہیں یا کیا چیک کرتے ہیں، یہ ذرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتا دیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): ڈی سی او صاحبان فوڈ ایکٹ کے مطابق اس کو چیک کرتے ہیں اور فوڈ ڈیپارٹمنٹ کا عملہ بھی ساتھ ہوتا ہے۔

جناب محمد عامر اقبال شاہ: جناب سپیکر! میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ جس قانون کے تحت وہ چیک کرتے ہیں وہ بتادیں۔ اس کے علاوہ کیا انہوں نے ہر ضلع میں کوئی لیبارٹری قائم کی ہوئی ہے جہاں یہ ملاوٹ شدہ چیزیں چیک کرتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسداللہ): جناب سپیکر! پنجاب پیور فوڈ ایکٹ ہے جس کے تحت ڈی سی او صاحبان چیک کرتے ہیں اور sample collect کر کے لیبارٹریوں کو بھیجتے ہیں۔

جناب محمد عامر اقبال شاہ: جناب سپیکر! یہ ذرا بتادیں کہ یہ لیبارٹریاں کس جگہ پر موجود ہیں اور کون سا آلہ ہے جس سے یہ چیک کرتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسداللہ): جناب سپیکر! PCSIR لیبارٹری ہے اس کو sample بھیج دیتے ہیں۔

جناب محمد عامر اقبال شاہ: وہ کہاں پر موجود ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسداللہ): یہ لیبارٹری لاہور میں موجود ہے۔

جناب محمد عامر اقبال شاہ: کیا پورے پنجاب کی صرف ایک جگہ پر checking ہوتی ہے؟

جناب سپیکر: آپ direct نہ ہوں۔ آپ میرے ذریعے سے ان سے سوال پوچھیں۔

جناب محمد عامر اقبال شاہ: جناب سپیکر! یہ جواب بتا ہی نہیں رہے۔ میں تو سوال پوچھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: انہوں نے بتادیا ہے کہ لاہور میں لیبارٹری موجود ہے۔

جناب محمد عامر اقبال شاہ: جناب سپیکر! میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔ یہ مجھے بتادیں کہ ہر ضلع میں کتنے sample چیک ہوتے ہیں اور کتنے لاہور میں وہ بھیجتے ہیں؟ کیا اس کو چیک کرنے کا کوئی اور طریقہ بھی ہے یا ضلع میں بھی sample چیک کرنے کا کوئی انتظام موجود ہے؟

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔ میں تھوڑی سی clarification چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! میں پورے صوبے کی detail تو نہیں دے سکتا بہر حال اس کے لئے ان کو fresh question کرنا پڑے گا۔ ویسے لیبارٹری ہر ضلع میں بھی موجود ہے۔

جناب محمد عامر اقبال شاہ: جناب سپیکر! سوال پورے پنجاب کے متعلق ہے اور جواب انہوں نے صرف لاہور کے متعلق دیا ہوا ہے۔ اصل سوال کا جواب انہوں نے دیا بھی نہیں ہوا۔ لاہور کے متعلق پوچھا ہی نہیں ہے۔ یہ بتائیں کہ پورے پنجاب میں کیسے چیک کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے جواب میں صرف لاہور میں sample چیک کرنے کا بتا دیا ہے؟ کیا حکومت پنجاب لاہور کے علاوہ اور کسی جگہ پر نہیں ہے؟

جناب سپیکر: انہوں نے بتایا ہے کہ لاہور میں یہ اتھارٹی موجود ہے اور باقی اضلاع میں ڈی سی او صاحبان پیور فوڈ ایکٹ کے تحت اس پر عمل کرتے ہیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: اس پر تین ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔ اب مجھے آگے چلنے دیں بلکہ ایک سوال احمد خان صاحب کا رہ گیا ہے تو میں ان سے بھی کہوں گا کہ وہ ذرا بیٹھیں۔ اگر کوئی گنجائش ہوئی تو اگلے سوال میں کر لیں۔ اگلا سوال بھی محترمہ لبنیٰ فیصل صاحبہ کا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! سوال نمبر 2335 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ لبنیٰ فیصل کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: ہوٹلوں میں مردہ اور بیمار جانوروں کا گوشت پکا کر فروخت کرنے کی تفصیلات

*2335: **محترمہ لبنیٰ فیصل:** کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کے کئی ہوٹلوں میں مردہ اور بیمار جانوروں کا گوشت پکا کر فروخت کیا جا رہا ہے؟

(ب) محکمے کے پاس ہوٹلوں میں مردہ اور بیمار جانور کے گوشت کو جانچنے کا کیا mechanism ہے؟

(ج) حکومت شہریوں کو حلال جانور کا گوشت کھلانے، مردہ اور بیمار جانوروں کے گوشت کی روک تھام کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسداللہ):

(الف) گوشت کی کوالٹی، ٹمپریچر اور وزن وغیرہ چیک کرنے کی ذمہ داری پنجاب اینیملز سلاٹر کنٹرول ایکٹ(Punjab Animals Slaughter Control Act,1963)کے تحت محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ اور متعلقہ ضلعی حکومت پر ہے۔ مزید برآں مذبح خانے (Slaughter houses) متعلقہ ضلعی انتظامیہ کے تحت کام کر رہے ہیں۔ علاوہ ازاں گوشت کی کوالٹی، ٹمپریچر، وزن وغیرہ چیک کرنے کے لئے پنجاب حکومت کی جانب سے پنجاب ایگریکلچر اینڈ میٹ کمپنی(PAMCO) بنائی گئی ہے لہذا قانونی طور پر گوشت کو چیک کرنے کی ذمہ داری محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ اور متعلقہ ضلعی حکومت کی ہے۔ مزید برآں پنجاب فوڈ اتھارٹی کی جانب سے ہوٹلوں میں گوشت کو چیک کیا جاتا ہے اور اس بات کی تسلی کی جاتی ہے کہ گوشت پر محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ کی سٹیمپ موجود ہو۔ باسی اور خراب گوشت کو موقع پر ہی ضائع کر دیا جاتا ہے۔

(ب) پنجاب فوڈ اتھارٹی کی جانب سے ہوٹلوں میں گوشت کو چیک کیا جاتا ہے اور اس بات کی تسلی کی جاتی ہے کہ گوشت پر محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ کی سٹیمپ موجود ہو۔ باسی اور خراب گوشت کو موقع پر ہی ضائع کر دیا جاتا ہے۔

(ج) پنجاب فوڈ اتھارٹی کی تمام ٹیمیں ضلع لاہور میں لوگوں تک تازہ اور حلال جانوروں کے گوشت کی فراہمی کے لئے اپنا کردار بڑی تندہی سے ادا کر رہی ہیں۔ پنجاب فوڈ اتھارٹی کی جانب سے ہوٹلوں میں گوشت کو چیک کیا جاتا ہے اور اس بات کی تسلی کی جاتی ہے کہ گوشت پر محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ کی سٹیمپ موجود ہے۔ باسی اور خراب گوشت کو موقع پر ہی ضائع کر دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! سوال کے جز(الف و ب) میں پوچھا گیا ہے کہ محکمہ کے پاس ہوٹلوں میں مردہ اور بیمار جانور کے گوشت کو جانچنے کا کیا mechanism ہے جس کے جواب میں یہ فرمایا گیا ہے کہ گوشت پر مہر دیکھی جاتی ہے۔ اس کو جانچنے کا mechanism کیا صرف مہر ہی ہے کیونکہ مہریں تو جعلی بنتی بھی ہیں اور لگتی بھی ہیں؟ اس پر پارلیمانی سیکرٹری صاحب فرما دیں کہ کیا مہر ہی ایک mechanism ہے جس پر اکتفا کیا جا سکتا ہے؟

جناب سپیکر: مہر تو ڈاکٹر لگاتے ہیں۔ یہ مہریں اپنے آپ تو نہیں لگ جاتیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ مہریں اپنے آپ ہی لگتی ہیں۔ مہریں جعلی بنی ہوئی ہیں اور ڈاکٹر بھی آگے دے دیتے ہیں کہ مہریں لگائے جاؤ اور کھلائے جاؤ۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ ان کو بتائیں اور satisfy کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! Punjab Animals Slaughter Control Act 1963 ہے جس کے تحت محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ اس کو چیک کرتا ہے۔ جب گوشت سلاٹر ہاؤسز میں حلال کیا جاتا ہے اور محکمے کے پاس چیک کرنے کا طریق کار یہی ہے کہ وہ مہر چیک کر سکتے ہیں، کسی گوشت سے بدبو آ رہی ہو یا خراب ہو تو وہ چیک کر کے بتا سکتے ہیں اور اس کو ضائع کر دیتے ہیں۔ ویسے اس کو محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ چیک کرتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر چیک کرتے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! چونکہ جواب میں صرف مہر ہی کو ایک اعلیٰ ترین instrument بتایا گیا ہے کہ مہر ہی چیک کرتی ہے۔

جناب سپیکر: مہر کی زبان نہیں ہوتی۔ مہر کوئی چکھنے کا طریقہ نہیں ہوتا بلکہ ڈاکٹر اس کو چیک کرتے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! جواب دیا جاتا ہے کہ ڈاکٹر چیک کرتے ہیں تو کیا ان کے پاس وہاں لیبارٹری ہے جہاں چیک کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: یہ بات understood ہے کہ مہر ڈاکٹروں کی ہوتی ہے اور کوئی نہیں ہوتی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! جواب میں صرف مہر پر ہی اکتفا کیا گیا ہے لہذا یہ جواب تو ناکافی اور غیر تسلی بخش ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! میاں صاحب نے پورا جواب نہیں پڑھا۔ گوشت کی کوالٹی، ٹمپریچر اور وزن وغیرہ چیک کرنے کی ذمہ داری Punjab Animals Slaughter Control Act 1963 کے تحت محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ اور متعلقہ ضلعی حکومت پر ہے۔ مزید برآں مذبح خانے متعلقہ ضلعی انتظامیہ کے تحت کام کر رہے ہیں۔ علاوہ ازیں گوشت کی کوالٹی، ٹمپریچر اور وزن وغیرہ چیک کرنے کے لئے پنجاب حکومت کی جانب سے پنجاب ایگریکلچر اینڈ میٹ کمپنی بنائی گئی ہے لہذا قانونی طور پر گوشت کو چیک کرنے کی ذمہ داری محکمہ لائیو سٹاک

اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ اور متعلقہ ضلعی حکومت کی ہے۔ مزید برآں پنجاب فوڈ اتھارٹی کی جانب سے ہوٹلوں میں گوشت کو چیک کیا جاتا ہے اور اس بات کی تسلی کی جاتی ہے کہ گوشت پر محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ کی مہر موجود ہو۔ باسی اور خراب گوشت کو موقع پر ہی ضائع کر دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: اس کے علاوہ ساتھ جرمانہ بھی کیا جاتا ہو گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! جرمانہ بھی کیا جاتا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ بات ہوٹلوں کی ہو رہی ہے۔ کیا وہاں پر پکا ہوا گوشت چیک کرتے ہیں یا کچا گوشت چیک کرتے ہیں؟ میں نے سوال کے جز (ب) کے جواب پر focus کیا ہے اور یہاں سارے سوال کے تمام جز پڑھ کر سنا دیئے گئے ہیں۔ جز (ب) پر اگر focus کیا جائے تو آپ خود جان جائیں گے کہ جواب غیر تسلی بخش ہے۔

جناب سپیکر: مجھے تو نہیں لگتا کہ اس میں کوئی ابہام ہو۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! گوشت چیک کرنے کا جو طریق کار میں نے بتایا ہے وہ اس کے related ہی ہے۔ طریق کار کے مطابق فوڈ ڈیپارٹمنٹ جو چیک کرتا ہے وہ آپ کو clear بتا دیا ہے کہ ہم stamp چیک کرتے ہیں، اس کے علاوہ باسی اور خراب گوشت چیک کرتے ہیں۔ اگر وہ گوشت خراب ہو تو ضائع کر دیتے ہیں، اس کے اوپر جرمانے اور ہوٹلوں کو seal بھی کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، راؤ صاحب! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ بھی ضمنی سوال کر لیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! سوال کے جز (الف) میں پوچھا گیا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ لاہور کے کئی ہوٹلوں میں مردہ اور بیمار جانوروں کا گوشت پکا کر فروخت کیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: راؤ صاحب! میں پہلے آپ کو پہچان نہیں سکا تھا۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! ہم کیا کہہ سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: کیونکہ اتنے بالوں والے راؤ صاحب کو آج ہی میں نے دیکھا ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! یہ آپ کا ظرف ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کہا ہے کہ لاہور میں گوشت کی کوالٹی، ٹمپریچر اور وزن وغیرہ چیک کرنے کے لئے پنجاب حکومت کی طرف سے پنجاب ایگریکلچر اینڈ میٹ کمپنی بنائی گئی ہے۔ میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ کمپنی بنے ہوئے تقریباً تین سال ہو چکے ہیں تو آج تک لاہور میں کتنے جانور چیک کئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: کیا کہہ رہے ہیں؟

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں پوچھ رہا ہوں کہ پنجاب میٹ کمپنی نے لاہور میں کتنے جانوروں کو سلاٹر کیا اور کتنے جانوروں کی کوالٹی چیک کی گئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! سلاٹر ہاؤس کو چیک کرنے کا کام فوڈ ڈیپارٹمنٹ کا نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ صرف گوشت فراہم کرتے ہیں اور چیک وہ کرتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! فوڈ اتھارٹی نے جنوری سے جون 2014 تک 8977 ہوٹل چیک کئے ہیں، 1076 شادی ہال چیک کئے ہیں اور سویٹس اینڈ بیکرز 3953 چیک کئے ہیں، 434 فیکٹریاں چیک کی ہیں، دیگر 37990 چیک کئے ہیں، تقریباً 52454 premises کا ہم نے چیک کیا ہے جس میں سے 4844 سیمپل لئے گئے ہیں، 1418 کو seal کیا گیا اور 4.13 ملین روپے جرمانہ collect کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں نے ضلعی انتظامیہ کی بات نہیں کی۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب میرے ساتھ شاہ پور کانجراں چلیں جہاں پر پلانٹ لگا ہوا ہے جہاں پر سلاٹرنگ ہوتی ہے اور کوالٹی چیک ہوتی ہے لیکن یہ کہتے ہیں کہ آج تک ہوا ہی نہیں۔

جناب سپیکر: جی، کیا کہہ رہے ہیں؟

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! پنجاب میٹ کمپنی نے شاہ پور کانجراں میں سلاٹر ہاؤس بنایا ہوا ہے جہاں پر جانوروں کی سلاٹرنگ ہو رہی ہے۔ ضلعی انتظامیہ چیک نہیں کرتی۔ میں نے ان سے یہ سوال کیا

تھا کہ بنائی گئی کمپنی میں کتنے جانوروں کو آج تک سلاٹر کیا گیا ہے اور کتنے جانوروں کی کوالٹی چیک کی گئی ہے؟ میرا ضمنی سوال یہ تھا۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! یہ fresh question بنتا ہے۔

جناب سپیکر: راؤ صاحب! اس حوالے سے نیا سوال لے کر آئیں۔ مہربانی۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 2355 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے ڈاکٹر سید وسیم اختر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں دودھ سے کریم نکالنے کے پلانٹس و مضر صحت دودھ کی فراہمی کی تفصیلات

*2355: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دیہاتوں میں جگہ جگہ دودھ سے کریم نکالنے کے پلانٹ لگے ہوئے ہیں کیا قانون اس کی اجازت دیتا ہے، اگر اجازت نہ ہے تو حکومت اس کے سد باب کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لوگوں تک جو دودھ پہنچتا ہے وہ خالص نہیں ہوتا، کریم نکالنے کے بعد دودھ کی specific gravity کو برقرار رکھنے کے لئے نہروں کا پانی ڈالا جاتا ہے جو دریاؤں سے آتا ہے جس میں صنعتی فضلہ اور سیوریج کا پانی ملا ہوا ہوتا ہے جو بعد ازاں مختلف بیماریوں کا باعث بنتا ہے۔ اس بیماریوں سے بھرے دودھ سے عوام کو بچانے کے لئے محکمہ کیا اقدامات اٹھا رہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ):

(الف) پنجاب فوڈ اتھارٹی ایکٹ 2011 کے مطابق کسی بھی ملاوٹ شدہ خوراک کے بنانے، بیچنے اور پیک کرنے کی اجازت نہ ہے۔

پنجاب فوڈ اتھارٹی کی جانب سے ملاوٹ شدہ دودھ کے خلاف سخت کارروائی عمل میں لائی گئی اور دیہاتوں سے ضلع لاہور میں آنے والے دودھ کی چیکنگ کے لئے لاہور کے داخلی راستوں پر پنجاب فوڈ اتھارٹی کی ٹیموں کی جانب سے ناکے لگائے جاتے ہیں تاکہ دودھ کی کوالٹی کو چیک کیا جا سکے۔ دودھ کی ناقص کوالٹی ہونے کی وجہ سے موقع پر دودھ ضائع کروایا جاتا ہے۔ پنجاب فوڈ اتھارٹی کی ٹیموں کی جانب سے ضلع لاہور میں اب تک 2771 دودھ کے سیمپلز لئے گئے جن میں سے 1,913 پاس ہوئے اور 858 فیل ہوئے اور 531 دکانیں سیل کی گئیں۔ فیل شدہ سیمپلز کے خلاف قانون کے مطابق متعلقہ کورٹس میں کارروائی شروع کروادی گئی ہے، تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

Milk Samples July 2012 to February 2014

Total Milk Samples	Failed Samples	Prosecuted Samples	Discarded (Liters)	Premises Sealed
2771	858	858	43075	531

(ب) ملاوٹ شدہ دودھ کی ترسیل اور فروخت کو روکنے کے لئے پنجاب فوڈ اتھارٹی اپنا کردار بڑی تندہی سے ادا کر رہی ہے اور ضلع لاہور کے تمام داخلی راستوں پر دیہاتوں سے آنیوالے دودھ کو چیک کرنے کے لئے ناکے لگائے جاتے ہیں اور دودھ کی تمام دکانوں پر ناقص دودھ کی فروخت کو روکنے کے لئے باقاعدگی سے چیکنگ کی جاتی ہے اور 43075 لیٹر دودھ کو ناقص کوالٹی کی بناء پر موقع پر ضائع کروادیا گیا۔

پنجاب فوڈ اتھارٹی کی ٹیمیں لاہور کے تمام ٹاؤنز میں ملاوٹ شدہ دودھ فروخت کرنے والوں کے خلاف بلاامتیاز کارروائی کر رہی ہیں اور اس سلسلے میں کسی قسم کی رعایت نہ برتی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: پہلے آپ نے کتنے سوال کئے ہیں اور اگر آگے آپ کا سوال ہوا تو وہ آپ نہیں لے سکیں گے this I tell you۔

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: جناب سپیکر! میں پہلے ایک سوال کر چکا ہوں اور آگے مزید کوئی میرا سوال نہیں ہے جبکہ ڈاکٹر صاحب ہمارے ضلع بہاولپور سے ایم پی اے ہیں جو کہ ہمارے ہمسائے ہیں اور وہ آج کسی میٹنگ کی وجہ سے تشریف نہیں لا سکے۔ انہوں نے مجھے سوال لینے کے متعلق کہا تھا۔

جناب سپیکر: وہ تو کئی دن سے نہیں آ رہے۔

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: جناب سپیکر! آج تو ان کی میٹنگ تھی اس لئے نہیں آئے۔ جز (الف) میں ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ دیہاتوں میں جگہ جگہ دودھ سے کریم نکالنے کے پلانٹ لگے ہوئے ہیں۔ کیا قانون اس کی اجازت دیتا ہے اور اگر اجازت نہ ہے تو حکومت اس کے سدباب کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: جناب سپیکر! انہوں نے جواب صرف لاہور کے بارے میں دیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے ملاوٹ کا ذکر کیا ہے جبکہ سوال دودھ میں سے کریم کو نکالنے کا ہے ملاوٹ کا نہیں ہے یعنی دودھ سے نکالی جانے والی کریم کے متعلق پوچھا گیا تھا۔ انہوں نے جواب ملاوٹ کے بارے میں دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! اس کریم کا ایک پیمانہ ہے جس کے مطابق buffalo کے دودھ میں تقریباً پانچ فیصد fats ہوتے ہیں اور cows کے دودھ میں 3.5 فیصد fats ہوتے ہیں۔ اگر اس سے کم fats ہوں تو اسے چیک کیا جاتا ہے اور اس سلسلے میں چار فیکٹریاں seal کی گئی ہیں۔

جناب محمد عامر اقبال شاہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد عامر اقبال شاہ: جناب سپیکر! انہوں نے صرف لاہور کے متعلق بتایا ہے جبکہ سوال پوچھنے والے بہاولپور سے ہیں۔ ہم تو یہ پوچھ رہے ہیں کہ ہمارے علاقہ میں بھی کوئی چیکنگ کا طریق کار ہے اور وہاں پر بھی کوئی چیک کرتا ہے۔ اگر کرتا ہے تو کیا کرتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! یہ پوچھ رہے ہیں کہ ہمارے علاقے میں بھی کوئی چیک کرتا ہے کہ نہیں۔ اگر کرتا ہے تو کیا طریق کار ہے؟ وہ overall Punjab کی بات کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! ضلعی انتظامیہ اور ڈی سی اوز ہر ضلع کے اندر چیک کرتے ہیں اور میں نے یہ بتایا ہے کہ fats کا ایک فارمولا ہے بھینس کے دودھ میں

پانچ فیصد اور گائے کے دودھ میں 3.5 فیصد ہونے چاہئیں۔ اگر اس سے کم مقدار ہو تو اس کے خلاف ضلعی انتظامیہ کارروائی کرتی ہے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! اسی سوال کے جز (الف) کے دوسرے پیراگراف میں تفصیل دی گئی ہے کہ "پنجاب فوڈ اتھارٹی کی جانب سے ملاوٹ شدہ دودھ کے خلاف سخت کارروائی عمل میں لائی گئی اور دیہاتوں سے ضلع لاہور میں آنے والے دودھ کی چیکنگ کے لئے لاہور کے داخلی راستوں پر پنجاب فوڈ اتھارٹی کی ٹیموں کی جانب سے ناکے لگائے جاتے ہیں تاکہ دودھ کی کوالٹی کو چیک کیا جا سکے۔ دودھ کی ناقص کوالٹی ہونے کی وجہ سے دودھ کو موقع پر ہی ضائع کر دیا جاتا ہے۔ پنجاب فوڈ اتھارٹی کی ٹیموں کی جانب سے ضلع لاہور میں اب تک 2771 دودھ کے سیمپلز لئے گئے ہیں" and so on اب پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے میرا یہ سوال بھی ہے اور یہ تشویش بھی ہے کہ جو گاڑیاں وہاں سے دودھ لے کر آتی ہیں اور آپ بھی جانتے ہیں کہ chillers تمام گاڑیوں کے پاس available نہیں ہوتے۔ جو گاڑیاں اوکاڑہ، پتوکی، پھولنگر کے علاقوں سے ٹھوکر نیاز بیگ کے ناکے تک پہنچتی ہیں تو وہ لامحالہ اس کے اندر برف کی ایک خاص مقدار ڈال کر لاتے ہیں۔ ان گاڑیوں کو وہاں پر روکا جاتا ہے اس کے بعد ان کا دودھ ضائع کر دیا جاتا ہے۔ ایک ایک گاڑی کے اندر تین تین لاکھ روپے کی مالیت کا دودھ ہوتا ہے۔ پنجاب فوڈ اتھارٹی کی جانب سے دودھ کی testing کے جو بیرومیٹرز ہیں وہ اس پانی کی value کو ascertain نہیں کر سکتے defective بیرومیٹرز ہیں۔ آپ اس چیز کو دیکھیں گے کہ وہ گاڑیاں 15/15 دن فوڈ اتھارٹی گلبرگ کے دفتر کے اندر compounded رہتی ہیں، ان کا مجسٹریٹ وہاں پر available نہیں ہوتا۔ ان کی اس ایکٹ پر عملدرآمد کرانے کی وہاں پر کوئی ایسی صورتحال available نہیں ہے اور گاڑیوں کے مالکان دس دس روز اپنی گاڑیاں چھڑوانے کے لئے دھکے کھاتے ہیں۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری اس بات پر کچھ بتا سکیں گے کہ وہ کون سا law ہے جو applicable ہے جس کے تحت ان گاڑیوں کی سپرداری مل سکے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسداللہ): جناب سپیکر! محکمہ صرف کارروائی کرتا ہے۔ اس کے بعد یہ کام عدالت کا ہے کہ وہ سپرداری کتنے عرصے میں لیتی ہے یا نہیں لیتی؟ محکمہ سپرداری نہیں لیتا۔

جناب سپیکر: کوئی concerned notice بھی اتھارٹی کو کسی طرف سے اس دوران ملا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسداللہ): جی، نہیں۔

جناب سپیکر: جو بات انہوں نے کی ہے---

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسداللہ): جناب سپیکر! میرا خیال ہے ہمیں کوئی ایسی شکایت نہیں ملی۔

جناب سپیکر: آپ کو تو نہیں ملنا بلکہ وہ اتھارٹی کو ملنا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسداللہ): جناب سپیکر! اگر ان کے پاس کوئی ایسی شکایت ہے تو وہ ہمیں بتائیں۔

جناب سپیکر: ان کے اکیلے کی شکایت نہیں ہے بلکہ کتنے لوگوں کی شکایت ہے۔ اس بات پر سوچیں اور اس حوالے سے آپ پوری طرح باخبر رہیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! اگر آپ کی اجازت ہو تو میری submission ہو گی کہ اس پر ہم نے لکھ کر وزیر خوراک کو دیا۔ یہ ایک شکایت نہیں ہے بلکہ سینکڑوں شکایات ہیں۔ سپرداری کا جو law ہے وہ ایسی چیز کے بارے میں ہوتا ہے کہ کل کو جس چیز کو عدالت میں بطور ثبوت پیش کیا جا سکے۔ سپرداری کا law of land ان laws کے ساتھ alienated نہیں ہو سکتا۔ انہیں خود نہیں پتا کہ پنجاب فوڈ اتھارٹی جب ایک بندے کا دودھ ضائع کر رہی ہے تو وہاں پر ان کا جو انسپکٹر کھڑا ہے وہ اس کی گاڑی کو واپس جانے دے۔ اس کی گاڑی کو compound کرنے کا کیا مقصد ہے۔ یہ تو بڑا draconian سا ایک ایکٹ ہے۔

جناب سپیکر: آپ تھوڑی ہمت کریں ناں کیونکہ آپ وکیل ہیں۔ اس حوالے سے کوئی اچھا طریقہ اختیار کریں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! یہ مہربانی کریں۔ اس کا simple way ہے۔ میری آپ کی وساطت سے submission یہ ہے کہ ابھی یہ ان افسران کو ہدایت کریں کہ یہ تفصیلات آپ کے چیمبر میں

پہنچائیں کہ کتنی گاڑیوں کو روکا گیا اور کتنے کتنے دن وہ compounded رہیں۔اس حوالے سے محکمہ جواب دے۔ He should ask it on the floor of the House.

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! ٹھیک ہے انہوں نے اس کی نشاندہی کی ہے لیکن ہمارے پاس۔۔۔

جناب سپیکر: یہ نشاندہی غلط نہیں ہے this I tell you

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! جو case مجسٹریٹ کو بھیج دیا جاتا ہے وہ جرمانہ کرتا ہے اور سپرد داری لیتا ہے۔اگر آپ کو پھر بھی اس حوالے سے کوئی شکایات ہیں تو آپ ان کی نشاندہی کریں اور جو بات آپ نے کی ہے اُس پر انشاء اللہ غور کرتے ہیں اور اسے بہتر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، میں ان سے ساری تفصیلات لے لوں گا۔وہ آپ کو بھی دے دیں گے اور مجھے بھی دے دیں گے۔

جناب محمد عامر اقبال شاہ: جناب سپیکر! یہ مجھے صرف یہی بتادیں کہ جو بھی سوال ان سے پوچھا جاتا ہے اس کا جواب یہ صرف لاہور کا ہی دیتے ہیں۔لاہور کے علاوہ پورے پنجاب میں محکمہ کی کوئی گرفت نہیں ہے یا وہاں پر محکمہ کی کوئی اتھارٹی قائم نہیں ہے یا next time جو محکمہ ہے وہ پنجاب کے متعلق جواب دینا پسند کرے گا یا صرف لاہور کے متعلق ہی ان سے سوال کئے جائیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! میرے بھائی کو شاید سمجھ نہیں آرہی کہ کافی دفعہ میں بتا چکا ہوں کہ لاہور کے علاوہ ہر ضلع کے اندر ضلعی انتظامیہ اور ڈی سی اوز اس کو چیک کرتے ہیں اور یہ ضلعی انتظامیہ کے تحت ہوتا ہے۔

جناب محمد عامر اقبال شاہ: جناب سپیکر! موصوف سوال پڑھ کے جواب دیں۔کیا سوال صرف لاہور کے متعلق پوچھا گیا ہے جو انہوں نے جواب صرف لاہور کے متعلق دیا ہے؟ ہم نے لاہور کا پوچھ کر کیا کرنا ہے؟

جناب سپیکر: وہ اتھارٹی کی بات کر رہے ہیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: اس پر تین ضمنی سوال ہوئے نہیں؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! چلیں جی، ایک اپوزیشن کو کر لینے دیں تاکہ وہ بھی شہیدوں میں نام لکھوا لے۔

جناب سپیکر: ایسی باتیں نہ کیا کریں۔ یہاں آپ ان کی اپوزیشن ہوں گے۔ میری اپوزیشن تو آپ نہیں ہیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! ہمارا اپوزیشن لیڈر کہاں ہے؟

جناب سپیکر: آپ اپنے اپوزیشن لیڈر کو لے کر آئیں، مجھے کیوں کہتے ہیں؟

سردار وقاص حسن موکل: یہ آپ کا اختیار ہے۔

جناب سپیکر: یہ میری اتھارٹی نہیں ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! آپ کے پاس اتھارٹی ہے۔

جناب سپیکر: سپیکر کے پاس ایسی اتھارٹی نہیں ہے کہ کسی کو اٹھا کر وہ گھر سے لے کر آئے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! آپ سپیکر ہیں اور آپ کی بہت اتھارٹی ہے۔

جناب سپیکر: میرے لئے وہ قابل احترام ہیں اور یہ ان کی سیٹ ہے جب دل چاہے وہ آ جائیں میں انہیں زبردستی تو نہیں بلا سکتا؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! آپ انہیں حکماً بلا سکتے ہیں لیکن یہ تو حکومت کا فیصلہ ہے anyway...

جناب سپیکر: جی، یہ حکومت جانے اور آپ جانیں۔ یہ آپ کا معاملہ ہو گا۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر پہلی بات تو میں تھوڑی سی اس پر کروں گا کہ ابھی انہوں نے فرمایا کہ داخلی راستوں پر ڈی سی او اور متعلقہ ضلعی حکومت اس کے اوپر چھاپے مارتی ہے یا ناکے لگاتی ہے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ "داخلی راستوں میں پنجاب فوڈ اتھارٹی کی teams آتی ہیں" تو یہ جواب ہے اور سوال کے اندر یہ بھی ایک issue ہے۔ اگلی بات انہوں نے ایک فارم دیا ہوا ہے یا چارٹ بنایا ہوا ہے milk samples جولائی 2012 سے فروری 2014 یعنی دو سالوں کے انہوں نے samples لکھ کر

دیئے ہوئے ہیں۔ میرا پہلا ضمنی سوال تو یہ ہے کہ وزیر یا پارلیمانی سیکرٹری کو یہ علم ہے باقی ہم چھوڑ دیتے ہیں کیونکہ وہ صرف لاہور پر focus کر رہے ہیں کہ لاہور میں کل دودھ آتا کتنا ہے۔ پہلا سوال یہ ہے samples کے حساب سے 2771 اور 858 یہ almost ہی 40 فیصد roughly وہ دودھ ہے جو کہ samples کے اندر rejected ہے اگر ہم sample's size کو statistically دیکھیں تو اس کا مطلب ہے کہ لاہور میں جتنا دودھ آتا ہے اُس کا 40 فیصد دودھ خراب ہوتا ہے۔ اس کے اندر ابھی تک انہوں نے samples کے حساب سے صرف 43 ہزار کو کہا ہے کہ discard کیا گیا ہے۔ اتنا زیادہ high rate ہے تو ابھی تک کیا انہوں نے لائحہ عمل اختیار کیا ہے کیونکہ دودھ اگر آتا ہے تو دیہات سے آتا ہے اور لاہور میں استعمال ہوتا ہے۔ جو process ہے اس کے اندر انہوں نے کس جگہ پر داخلی راستوں کے علاوہ اور کیا کیا ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ کیا یہ مانتے ہیں کہ اس وقت لاہور میں 40 فیصد دودھ خراب آ رہا ہے اور پہلا وہی کہ جی کل دودھ آتا کتنا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسداللہ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسداللہ): جناب سپیکر! جو samples لئے گئے ہیں یہ ان کی تعداد ہے، سارا دودھ خراب نہیں آتا، دودھ کی تو بہت ساری quantity آتی ہے اس میں سے جو دیکھا جاتا ہے کہ یہ دودھ صحیح نہیں لگ رہا اُن کے samples لئے جاتے ہیں اور اُس کی یہ تعداد لکھی ہوئی ہے۔ دودھ کا ہر ایک کو پتا ہے کہ دیہات سے آتا ہے لاہور کے اندر ابھی تو بڑے بڑے farms بن گئے ہیں۔ اس میں latest تو یہی طریق کار ہے کہ لاہور کے راستوں کے اوپر جو گاڑیاں آ رہی ہیں اُن کو چیک کیا جاتا ہے، جو دودھ صحیح لگتا ہے وہ جانے دیتے ہیں اور جس میں سمجھتے ہیں کہ یہ دودھ صحیح نہیں لگ رہا اُس کا وہ sample لیتے ہیں اور یہ average صرف جو samples گئے ہیں اُس کی نکالی گئی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال نمبر 2374 جناب محمد عارف عباسی صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 2963 محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کرتے ہیں۔ سوال بھی شیطان کی آنت جتنا لمبا ہے اور جواب بھی۔ اگلا سوال باؤ اختر علی صاحب کا ہے سوال نمبر بولیں۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! سوال نمبر 2997 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: جعلی مشروب ساز فیکٹریوں کے خلاف کارروائی کی تفصیلات

*2997: باؤ اختر علی: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلعی فوڈ سکواڈ نے یکم جولائی 2011 سے 30۔جون 2012 تک لاہور میں کتنی جعلی مشروب ساز فیکٹریوں پر چھاپے مارے اور ان کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی؟

(ب) کیا حکومت ملاوٹ کرنے والی فیکٹریوں کے مالکان اور دیگر ملاوٹ کرنے والے افراد کے خلاف سخت سزا دینے کے لئے کوئی قانون سازی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ):

(الف) پنجاب فوڈ اتھارٹی ضلع لاہور میں مورخہ 2۔جولائی 2012 کو پنجاب فوڈ اتھارٹی ایکٹ، 2011 کے تحت معرض وجود میں آئی۔ یکم جولائی 2011 سے 30۔جون 2012 تک جعلی مشروبات ساز فیکٹریوں کے خلاف کارروائی کے بارے میں متعلقہ ضلعی حکومت جوابدہ ہے۔

(ب) پنجاب فوڈ اتھارٹی کی ٹیمیں لاہور کے تمام ٹاؤنز میں ملاوٹ شدہ خوراک کی روک تھام کے لئے بلا امتیاز کارروائی کر رہی ہیں اور بڑی کامیابی سے لاہور میں ملاوٹ کرنے والوں کے خلاف مہم جاری ہے اور اس سلسلے میں کسی قسم کی رعایت نہ برتی جا رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وزیر اعلیٰ نے پنجاب کے مزید اضلاع یعنی فیصل آباد، راولپنڈی، ملتان اور گوجرانوالہ میں بھی کام کرنے کے احکامات جاری کئے ہیں جس سلسلہ میں مذکورہ بالا اضلاع میں بھی جلد کام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے میرے سوال کے جز (الف) کے جواب میں یہ لکھا ہے کہ "ضلع لاہور میں مورخہ 2۔جولائی 2012 کو پنجاب فوڈ اتھارٹی ایکٹ 2011 کے تحت معرض وجود میں آئی" اور 30۔جون 2012 تک جعلی مشروب ساز فیکٹریوں کے خلاف کارروائی کے بارے میں متعلقہ ضلعی حکومت نے جواب دیئے ہیں میں اسی ایکٹ کے تحت ان سے ضمنی سوال کرتا ہوں کہ انہوں نے اس ایکٹ کے تحت مشروب ساز فیکٹریاں جو جعلی مشروبات بناتی ہیں اُن

کے خلاف کتنی ایف آئی آرز درج کی ہیں اور کتنے لوگوں کو جیل میں بھیجا گیا اور کتنا جرمانہ ان سے وصول کیا گیا۔اس کی تفصیل اس جواب میں نہیں ہے لہذا یہ میرا ضمنی سوال ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتائیں کہ یہ کتنے لوگوں کے خلاف ایف آئی آر ہوئی اور کتنا جرمانہ وصول کیا گیا اور کتنے لوگ جیل بھیجے گئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسداللہ): جناب سپیکر! واقعی جو اس میں جواب دیا گیا ہے اس میں writtenیہ چیز نہیں بتائی گی لیکن samples 283چیک کئے گئے ہیں 118 samplesپاس ہوئے ہیں اور samples 165فیل ہوئے ہیں اور جو فیل ہوئے ہیں اُن کے خلاف کارروائی کی گئی ہے، کچھ لوگ جیل میں گئے ہیں اور کچھ کو جرمانے کئے گئے ہیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ آپ کے دو ضمنی سوالات ہو چکے ہیں ۔آپ کی بڑی مہربانی۔ بہت بہت شکریہ۔ جی، باؤ صاحب!

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! انہوں نے کچھ تعداد بتائی کہ ان لوگوں کے چالان کئے گئے ان لوگوں کو جرمانہ کیا گیا ہے لیکن یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔انہوں نے ایکٹ کی تشریح بھی کر دی لیکن یہ جعلی مشروبات معاشرے میں، کلچر میں ایک کینسر کی علامت ہیں،اس کی یہ تفصیل ایوان میں آنا بہت ضروری تھی کہ حکومت پنجاب کے جو ادارے ہیں وہ اس قانون کے تحت کتنے لوگوں کو آج تک جیل بھیج چکے ہیں کیونکہ یہ ایک سنگین جرم ہے،اس میں لوگوں پر ایف آئی آر بھی درج ہونی چاہئے اور اُن کی تفصیل ایوان میں بتانا بھی چاہئے کہ کتنے لوگوں کو سزا ہوئی اور کتنے لوگ جیل میں گئے؟

جناب سپیکر: جی، باؤ صاحب! بات یہ ہے کہ انہوں نے آپ کو ایک تفصیل تو بتا دی ہے کہ اتنے بندوں کو جرمانے ہوئے۔اب آپ ذرا مہربانی کر کے ضمنی کسی اور طریقے سے کر لیں۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! انہوں نے جز(ب) میں جو جواب دیا ہے تو میرا سوال یہی بنتا ہے کہ حکومت ملاوٹ کرنے والی فیکٹریوں کے خلاف کیا قانون سازی کا ارادہ رکھتی ہے کیونکہ جز(ب) کے جواب میں اس قانون کی کوئی وضاحت نہیں کی گئی لہذا میرا ان سے ضمنی سوال ہے کہ اس کی قانونی وضاحت فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسداللہ): جناب سپیکر! پنجاب فوڈ اتھارٹی ایکٹ 2012 ہے، اس کو چیک کرنے کے لئے یہی قانونی اتھارٹی بنائی گئی ہے اور یہ پنجاب فوڈ اتھارٹی ایکٹ 2012 کے تحت ہی چیک کیا جاتا ہے اور اس کی detail جو چیک کئے گئے ہیں وہ میں نے آپ کو بتائی تھی کہ 283 samples انہوں نے چیک کئے ہیں، اس میں سے 18 samples پاس ہوئے تھے اور 165 samples فیل ہوئے تھے۔ ہم اس کا دائرہ کار راولپنڈی، ملتان اور گوجرانوالہ تک بڑھا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: باؤ جی! اب یہ آپ کا آخری ضمنی سوال ہے کیونکہ آپ کا آگے بھی سوال آ رہا ہے۔

باؤ اختر علی: جی، شکریہ۔ انہوں نے جز (ب) میں یہ تو بتایا کہ لاہور کے تمام Towns اس پر کام کر رہے ہیں اور ملاوٹ کے خلاف مہم جاری ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آیا لاہور کے نو Towns میں وہ مشروب ساز فیکٹریاں جو جعلی مشروبات بناتی ہیں ان میں سے کسی ایک مالک کے خلاف بھی ایف آئی آر درج ہوئی یا کسی ایک آدمی کو سزا ملی ہے؟ یہ جز (الف) کے سوال کا جواب بھی جز (ب) میں ہی دے رہے ہیں۔ انہوں نے جز (ب) میں کوئی وضاحت نہیں کی کہ کتنے لوگوں کے خلاف ایف آئی آر درج کروائی؟

جناب سپیکر: وہ آپ کو لسٹ provide کر دیں گے آپ دیکھ لینا۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! وہ لسٹ ایوان کی میز پر بھی نہیں ہے انہوں نے یہی کیا ہوتا کہ یہ تفصیل ایوان کی میز پر ہی رکھ دیتے لہذا میری آپ سے استدعا ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحبان کو کہیں کہ وہ پورا ہوم ورک کر کے آیا کریں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسداللہ): جناب سپیکر! نور پور جوس، ٹاپ جوس اور بیز جوس ٹھیک نہیں تھے ان کو مارکیٹ سے اٹھا لیا گیا ہے ایف آئی آر تو میرا خیال ہے کہ کسی کے خلاف درج نہیں کی گئی لیکن ایک لاکھ روپے جرمانہ کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اگلا سوال بھی آپ کا ہی ہے لیکن اس سے پہلے ہم ایک delegation کو welcome کرتے ہیں۔

I welcome the members of DFID Delegation in this august House: Mr Tom Owen, Mr Arthor, and Ms Libbie. We all welcome you.

(نعرہ ہائے تحسین)

جی، باؤ اختر صاحب!

باؤ اختر علی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3000 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں مردہ اور بیمار جانوروں کا گوشت فروخت کرنے والوں کے خلاف سخت سے سخت سزا دلوانے کے لئے قانون سازی کرنے کی تفصیلات

*3000: **باؤ اختر علی:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں مردہ اور بیمار جانوروں کا گوشت فروخت کیا جا رہا ہے جس سے انتہائی مہلک امراض پیدا ہو رہی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ Pure Food Ordinance میں مردہ جانوروں کا گوشت فروخت کرنے پر کوئی سزا مقرر نہ ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس جرم کی سنگینی کے پیش نظر ذمہ دار افراد اور قصابوں کو کڑی سے کڑی سزا دینے کے لئے قانون ہذا میں جلد از جلد ترمیم کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ):

(الف) گوشت کی کوالٹی، ٹمپریچر اور وزن وغیرہ چیک کرنے کی ذمہ داری Punjab Animals Slaughter Control Act, 1963 کے تحت محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ اور متعلقہ ضلعی حکومت پر ہے۔ مزید برآں Slaughter houses متعلقہ ضلعی انتظامیہ کے تحت کام کر رہے ہیں۔ علاوہ ازیں گوشت کی کوالٹی، ٹمپریچر، وزن وغیرہ چیک کرنے کے لئے پنجاب حکومت کی جانب سے پنجاب ایگریکلچر اینڈ میٹ کمپنی (PAMCO) بنائی گئی ہے لہذا قانونی طور پر گوشت کو چیک کرنے کی ذمہ داری محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ اور

متعلقہ ضلعی حکومت کی ہے۔مزید برآں پنجاب فوڈ اتھارٹی کی جانب سے ہوٹلوں میں گوشت کو چیک کیا جاتا ہے اور اس بات کی تسلی کی جاتی ہے کہ گوشت پر محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ کی سٹیمپ موجود ہو۔ باسی اور خراب گوشت کو موقع پر ہی ضائع کر دیا جاتا ہے۔

(ب) مندرجہ بالا پیراگراف میں اس بات کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ مردہ یا بیمار جانور کے گوشت کو بیچنا قانوناً جرم ہے اور اس سلسلہ میں گوشت کی کوالٹی، ٹمپریچر اور وزن وغیرہ چیک کرنے کی ذمہ داری Punjab Animals Slaughter Control Act, 1963 کے تحت محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ اور متعلقہ ضلعی حکومت پر ہے۔ علاوہ ازیں گوشت کی کوالٹی، ٹمپریچر، وزن وغیرہ چیک کرنے کے لئے پنجاب حکومت کی جانب سے پنجاب ایگریکلچر اینڈ میٹ کمپنی (PAMCO) بنائی گئی ہے۔

(ج) Punjab Animals Slaughter Control Act, 1963 کے تحت محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ اور پنجاب ایگریکلچر اینڈ میٹ کمپنی (PAMCO) پر گوشت کی کوالٹی، ٹمپریچر اور وزن وغیرہ چیک کرنے کی ذمہ داری ہے۔

مزید برآں پنجاب فوڈ اتھارٹی کی تمام ٹیمیں ضلع لاہور میں لوگوں تک تازہ اور حلال جانوروں کے گوشت کی فراہمی کے لئے اپنا کردار بڑی تندہی سے ادا کر رہی ہیں۔ پنجاب فوڈ اتھارٹی کی جانب سے ہوٹلوں میں گوشت کو چیک کیا جاتا ہے اور اس بات کی تسلی کی جاتی ہے کہ گوشت پر محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ کی سٹیمپ موجود ہو۔ باسی اور خراب گوشت کو موقع پر ہی ضائع کر دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! میرا سوال مردہ جانوروں کا گوشت فروخت کرنے کے حوالے سے تھا۔ میں باوثوق ذرائع سے یہ کہتا ہوں کہ ڈیری ڈویلپمنٹ کے عملہ نے قصابوں کو مہریں دی ہوئی ہیں وہ گھروں میں جانوروں کو ذبح کرتے ہیں اور مہریں لگا کر مردہ جانور فروخت کرتے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ بنتا ہے کہ اگر لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ جو کارروائی کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: باؤ صاحب! آپ تھوڑا سا خیال کریں۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! تو انہوں نے کتنے قصابوں کو جرمانہ کیا یا کتنے قصابوں کو ایف آئی آر کے تحت جیل میں بھیجا؟

جناب سپیکر: انہوں نے جو بات کی ہے اس کا ذرا سوچ سمجھ کر جواب دیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! میرے علم میں یہ ہے کہ کسی کو مہر نہیں دی جاتی بلکہ یہ ڈاکٹر خود چیک کرتے ہیں اور ویسے بھی یہ محکمہ خوراک کے ماتحت نہیں ہے بلکہ لائیو سٹاک اور ضلعی انتظامیہ سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ بیٹھیں ابھی ان کی طرف سے ضمنی سوال ہے آپ بعد میں کر لینا۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! جز (ب) میں سوال ہے کہ کیا Pure Food Ordinance میں مردہ جانوروں کا گوشت فروخت کرنے پر کوئی سزا مقرر ہے؟

جناب سپیکر: باؤ جی! میں پنجابی اچ بولاں؟

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! آپ جیسے مرضی بولیں۔

جناب سپیکر: میرا خیال اے کہ تسی ایس سوال نوں تھوڑا جیا۔۔۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! یہ بہت اہم سوال ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، کجھ خیال کرو۔

باؤ اختر علی: آج آپ ہیلتھ کے سیکٹر میں دیکھیں کہ بیماریوں کی وجہ ہی یہ مردہ جانوروں کا گوشت ہے جو قصاب فروخت کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: باؤ جی! دُوجے ملک دے وی بیٹھے نیں کجھ خیال کرو۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! آپ حکم کریں میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس سوال کو بعد میں take up کریں گے اب اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال سردار شہاب الدین خان صاحب کا ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3073 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لیہ: فصل کماد کی کاشت اور سیلاب و سڑکوں کی بدتر صورتحال کی تفصیلات

*3073: سردار شہاب الدین خان: کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔263 لیہ کا تقریباً80 فیصد علاقہ دریائے سندھ کے کنارے واقع ہے، تمام علاقہ میں فصل کماد کی کاشت ہے اور لیہ شوگر ملز کو کماد دیا جاتا ہے اس حلقہ کے غریب کاشتکار سالانہ کروڑوں روپے شوگر سیس فنڈ کی کٹوتی دیتے ہیں تاکہ یہ فنڈز ٹوٹی ہوئی سڑکوں اور پلوں کی بحالی پر خرچ کیا جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سیلاب کی وجہ سے جو سڑکیں اور پلیں ٹوٹ چکی ہیں ان کو مرمت اور بحال نہیں کیا گیا ہے جبکہ کرشنگ سیزن شروع ہونے والا ہے اور کھیت سے منڈی تک فصل کماد کا آنا بہت مشکل ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متعدد بار ڈی سی او لیّہ اور دیگر متعلقہ اتھارٹیز کے نوٹس میں لانے کے باوجود ابھی تک اس پر عملدرآمد نہ ہو رہا ہے؟

(د) کیا حکومت شوگر سیس فنڈ سے مذکورہ حلقہ کی درج ذیل سڑکوں کی تعمیر و مرمت کروانے کا ارادہ رکھتی ہے کیونکہ ان کی فزیبلٹی رپورٹس بھی تیار ہیں؟

1۔ پختہ سڑکوں وارہ سہیڑاں سے شینہ والا لمبائی 7.5 کلومیٹر
2۔ پختہ سڑک کروڑ سے بصیرہ براستہ لکانی والا لمبائی 12 کلومیٹر
3۔ پختہ سڑک راجن شاہ سے بستی گورمانی براستہ بستی قاضی لمبائی 8.5 کلومیٹر
4۔ پختہ سڑک بستی شادو خان سے بستی قاضی براستہ بستی پتافی لمبائی 11.5 کلومیٹر
5۔ پختہ سڑک پل پین سے صوبے والا سمرانشیب 6 کلومیٹر
6۔ پختہ سڑک بھٹہ موڑ سے شاہ پور براستہ بنگلہ ناصر خان لمبائی 7 کلومیٹر
7۔ پختہ سڑک حیدر شاہ والا سے راجن شاہ لمبائی 7 کلومیٹر
8۔ پختہ سڑک حیدر شاہ والا سے حسن چوک لمبائی 4.5 کلومیٹر
9۔ پختہ سڑک نوشہرہ سے بستی شادو خان روڈ لمبائی 5 کلومیٹر
10۔ پختہ سڑک کروڑ واڑہ سہیڑاں لمبائی 8 کلومیٹر

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا سڑکوں کی اگر فوری مرمت نہ کروائی گئی تو شوگر ملز تک کماد کی سپلائی ناممکن ہو جائے گی لہذا حکومت پنجاب سے درخواست ہے کہ جناب کین کمشنر پنجاب کو آرڈر دے کر فوری طور پر فنڈز ریلیز کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ):

(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی-263 لیہ کا بیشتر علاقہ دریائے سندھ کے کنارے آباد ہے جو کہ کماد کی فصل کا علاقہ ہے۔ شوگر کین سیس فنڈ جو سالانہ اکٹھا ہوتا ہے اس میں تمام کاشتکاران سے ایک روپے فی من کی کٹوتی کی جاتی ہے اور ایک روپے فی من شوگر ملز اپنا حصہ ڈالتی ہے۔ ان فنڈز سے نئی سڑکوں کی تعمیر / بحالی / پلیوں کی بحالی کی جاتی ہے۔ سکیموں کی منظوری کے لئے باقاعدہ ڈسٹرکٹ شوگر کین سیس کمیٹی موجود ہے جس میں ضلع انتظامیہ کے سربراہ / ملز انتظامیہ / کاشتکار / محکمہ زراعت / خوراک اور ورکس کے افسران ممبر ہوتے ہیں۔ باہمی غور و خوض صلاح مشورے سے ان کی منظوری دی جاتی ہے۔ پھر یہ ڈویژنل شوگر کین سیس کمیٹی ڈیرہ غازی خان منظوری کے لئے بھیج دی جاتی ہے۔ اس میں ڈویژنل انتظامیہ کے سربراہ چیئرمین / ملز انتظامیہ / کاشتکار / محکمہ زراعت / خوراک اور ورکس کے سبھی ممبران ان کی منظوری دیتے ہیں۔ منظوری ملنے کے بعد ان پر کام شروع کر دیا جاتا ہے۔ مالی سال 14-2013 کے دوران شوگر سیس فنڈز کی دستیاب مالیت تقریباً آٹھ کروڑ روپے ہے جن سے تین سکیموں کے ٹینڈر ہو چکے ہیں۔ دیگر پانچ سکیموں کی ڈویژنل شوگر کین سیس کمیٹی سے منظوری ملنے پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

(ب) سیلاب کی وجہ سے جو سڑکیں اور پلیاں متاثر ہوئی تھیں وہ عارضی طور پر بحال کر دی گئیں تاکہ کھیت سے منڈی تک کماد لانے میں کوئی مشکل نہ ہو۔

(ج) شوگر سیس پروگرام کے فنڈز محدود ہوتے ہیں۔ اس حلقہ پی پی-263 لیہ میں تین سکیمیں شوگر سیس پروگرام 14-2013 لی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک سڑک کے ٹینڈر ہو چکے ہیں۔ بقایا دو سڑکات ڈویلپمنٹ کمیٹی لیہ سے منظور ہو کر شوگر کین سیس کمیٹی ڈیرہ غازی خان کو منظوری کے لئے بھجوا دی گئی ہیں۔

(د) ان میں سے تین سڑکات شوگر سیس پروگرام میں مرمت کے لئے شامل کر لی گئی ہیں نیز یہ تمام سڑکیں عارضی طور پر بحال کر دی گئی ہیں۔ فنڈز برائے سال 14-2013 کرشنگ سیزن ختم ہونے کے بعد ریلیز کر دیا جائے گا جس سے بقایا مرمت کا کام بھی مکمل ہو جائے گا۔

(ہ) شوگر کین ڈویلپمنٹ سیس فنڈز مبلغ -/14,74,09,066 روپے برائے سال 11-2010، 12-2011 اور 13-2012 ڈسٹرکٹ لیہ کو ریلیز ہو چکے ہیں۔ سال وار تفصیل منسلکہ

(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جن سے سڑکوں کی عارضی طور پر بحالی کر دی گئی تھی۔ فنڈز برائے سال 14-2013 کرشنگ سیزن ختم ہونے کے بعد ریلیز کر دیا جائے گا جس سے بقایامرمت کا کام بھی مکمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! جز(الف) میں جواب دیا گیاہے۔۔۔

جناب سپیکر: کیا یہ food سے متعلقہ ہے؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! یہ آگیاہے اب مجھے پڑھنے دیں۔ اس میں جواب دیا گیا ہے کہ شوگر ملیں کاشتکاروں سے Sugarcane Cess Fund کاٹتی ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ ایک کمیٹی ہوتی ہے جس میں ایک ڈی سی او، انتظامیہ اور کاشتکار ہوتے ہیں۔ میں اس کو چیلنج کرتا ہوں یہ بالکل غلط ہے Sugarcane Cess Committee میں پارلیمنٹ کے معزز ممبران بھی ہوتے ہیں جو انہوں نے نہیں لکھا۔ ایک تو یہ جواب غلط ہوا۔۔۔

جناب سپیکر: پہلے تو ہم یہ دیکھیں کہ آیا یہ food سے متعلقہ سوال بھی ہے یا نہیں؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! یہ food سے متعلقہ ہے۔ محترم پارلیمانی سیکرٹری ڈسٹرکٹ سطح پر جو کمیٹی ہوتی ہے ان کے ممبران کے نام پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری! یہ کمیٹی کیا notified ہوتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسد اللہ): جناب سپیکر! یہ کمیٹی ہر ڈسٹرکٹ میں ہوتی ہے جس میں ضلع کا ڈی سی او ہوتا ہے، ضلع کے روڈ کا ای ڈی او یا ہیڈ ہوتا ہے، شوگر مل کا نمائندہ، متعلقہ ایم پی اے اور کاشتکاروں کا نمائندہ ہوتا ہے۔ یہ کمیٹی ان سکیموں کو پاس کرتی ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! ان کے جز (الف) کا جواب پڑھیں کیا اس میں ایم پی اے یا ایم این اے کا کہیں ذکر ہے؟ میں اس ایوان کو چلانے کے متعلق یہ عرض کروں گا کہ اگر گیلری سے یہ چٹیں آتی رہیں اور محترم پارلیمانی سیکرٹری ان چٹوں کو پڑھ کر جواب دیتے رہے تو پھر اس ایوان کی حیثیت ہی نہیں رہے گی۔ محترم منسٹر صاحبان اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبان سے ہماری یہ گزارش ہے کہ خدارا وہ تیاری کر کے آیا کریں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، اس وقت یہ کہنا اچھا نہیں لگے گا اور وہ تیاری کر کے آتے ہیں تیاری کے بغیر نہیں آتے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! یہ تیاری آپ کے سامنے آ رہی ہے۔ مجھے تو سیکرٹری خوراک اور کین کمشنر بھی نظر نہیں آ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: سیکرٹری خوراک کا آپ کو بھی پتا ہے کہ وہ کورس پر گئے ہوئے ہیں اور ان کی جگہ ایڈیشنل سیکرٹری موجود ہیں۔ آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں پوچھیں؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں چیلنج کرتا ہوں کہ میرے سوال میں جتنے بھی جز ہیں ان میں کسی ایک کا بھی صحیح جواب نہیں ہے۔ آپ پارلیمانی سیکرٹری کو اپنے آفس میں بلائیں، ایڈیشنل سیکرٹری خوراک کو بلائیں اور کین کمشنر کو بلائیں۔ انہوں نے ایک جُز کا بھی صحیح جواب نہیں دیا اور میں چیلنج کرتا ہوں کہ اس میں غلط بیانی کی گئی ہے۔ میں نے سڑکیں mention کی ہیں، شوگر ملیں غریب کاشتکار کے خون پسینے کی کمائی سے ایک روپیہ فی من فنڈ لیتی ہیں اگر وہ ان کی سڑکوں پر ہی خرچ نہ کریں تو یہ کتنی بڑی زیادتی ہے۔ یہاں جز (ہ) میں بیان کیا گیا ہے کہ 2010 سے لے کر اب تک 14 کروڑ روپیہ release ہوا ہے۔ میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ ڈسٹرکٹ کے لئے اس میں کوئی سڑک بھی مرمت نہیں ہوئی، ایک پل بھی مرمت نہیں ہوا۔ میں نے یہاں sugarcane کے علاقے میں دس سڑکیں mention کی ہیں۔ 2010 سے لے کر آج تک اگر ایک سڑک بھی مرمت ہوئی ہو تو بتا دیں لیکن میں چیلنج کرتا ہوں کہ کوئی سڑک بھی مرمت نہیں ہوئی۔ ہمارے غریب کاشتکاروں کے یہی فنڈز جو ان علاقوں پر خرچ کر دیئے جاتے ہیں جہاں شوگر کین کا ایک ایکڑ بھی کاشت نہیں ہوتا، اس کے باوجود تخت لاہور پر بیٹھے ہوئے بابو ڈی سی او زوہ پیسا پنجاب میں منگوا لیتے ہیں اور یہاں کین کمشنر آفس سے ایک روپیہ ریلیز نہیں ہوتا۔ اگر یہی طریقہ رہا تو جنوبی پنجاب کی بات کیوں نہ ہو؟

جناب سپیکر: جی، جو میز پر لسٹ رکھی ہے ان کو provide کریں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! لسٹ میرے پاس موجود ہے لیکن میں گزارش کر رہا ہوں کہ آپ اپنے چیمبر میں مجھے، معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب، کین کمشنر اور ایڈیشنل سیکرٹری فوڈ کو بلا لیں اور اگر یہ مجھے مطمئن کر سکتے ہیں، یہ میرا بہت لمبا سا سوال ہے میں اس کے ایک جز سے بھی مطمئن نہیں ہوں کہ اس کا جواب درست ہے۔

جناب سپیکر: کین کمشنر خود تو موجود نہیں ہیں کیونکہ وہ کورس پر گئے ہوئے ہیں تو ان کی جگہ ایڈیشنل کین کمشنر ہوں گے اور ایڈیشنل سیکرٹری بھی ہوں گے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر!۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسداللہ): جناب سپیکر! یہ جواب تو سن لیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ پہلے ان کی بات سن لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسداللہ): جناب سپیکر! کبھی آج تک ایسا نہیں ہوا کہ شوگر سیس کا پیسا اس ڈسٹرکٹ سے باہر جائے اور اگر ان کے پاس کوئی ثبوت ہیں تو دیں ہم اس کو چیک کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: چیک نہیں کرنا اس کا notice سختی سے لینا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسداللہ): جناب سپیکر! چیک کریں گے اس کا notice لیں گے اور اگر ان کی بات درست ہوئی۔۔۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ انہوں نے ابھی جو جواب دیا ہے محترم پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو یہ پتا بھی نہیں ہے کہ تمام شوگر ملوں کا پیسا جب اکٹھا ہوتا ہے تو وہ کین کمشنر کے پاس آتا ہے پھر پنجاب سے وہ پیسا اکاؤنٹ۔4 میں ضلعی حکومتوں کو جاتا ہے اور یہ موصوف کہہ رہے ہیں کہ پیسا ادھر پنجاب میں آتا نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسداللہ): جناب سپیکر! ڈسٹرکٹ کا پیسا ڈسٹرکٹ میں رہتا ہے اور اگر آپ کے پاس کوئی ثبوت ہے تو آپ دے دیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں چیلنج کرتا ہوں کہ اگر وہ اس کمیٹی میں یہ بات ثابت کر دیں اور میں جھوٹا ہوا تو استعفیٰ دے دوں گا۔ یہ اتنی غلط بیانی کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں! میں اجلاس کے بعد ان کو بھی بلاتا ہوں۔ میری بات سنیں! آپ جوش میں نہ آئیں جوش میں تو ہوش خراب ہو جاتا ہے۔ سردار صاحب! جوش میں نہیں آنا، میرے خیال میں 3:00 بجے کے بعد ہم بیٹھیں گے آپ بھی تشریف لائیں گے، پارلیمانی سیکرٹری صاحب اور ڈیپارٹمنٹ کے نمائندے بھی ہوں تو ہم بیٹھ کر اس مسئلے کو پوری طرح سے ادھر دیکھیں گے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک(چودھری محمد اسداللہ):جناب سپیکر!میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

پنجاب میں گندم ذخیرہ کرنے کے لئے مزید گودام بنانے کی تفصیلات

*826: محترمہ راحیلہ انور:کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں گندم کو ذخیرہ کرنے کی کتنی گنجائش حکومت کے پاس موجود ہے کیا یہ گنجائش کافی ہے اور اگر نہیں تو اس گنجائش کو بڑھانے کے لئے حکومت کہاں کہاں مزید گودام بنا رہی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گندم کو ذخیرہ کرنے کے لئے پہلے فائبر گلاس کے بھڑولے استعمال کرنے کی تجویز تھی مگر اب کنکریٹ کے پختہ گودام بنانے کا منصوبہ ہے؟

(ج) مالی سال14۔2013 کے لئے اس ضمن میں کتنی رقم مختص کی گئی ہے اور اس سے گندم ذخیرہ کرنے کی گنجائش میں کتنا اضافہ متوقع ہے؟

وزیر خوراک(جناب بلال یسٰین):

(الف) محکمہ خوراک پنجاب کو حکومت کی طرف سے صوبہ میں خوراک کی ضرورت کے ہر سال تقریباً40لاکھ میٹرک ٹن گندم خرید کرنے کا ہدف مقرر کیا جاتا ہے جبکہ محکمہ کے پاس گندم کو ذخیرہ کرنے کی معیاری ذخیرہ کاری گنجائش2135900 میٹرک ٹن ہے۔ یہ گنجائش ضرورت کے مطابق کافی نہ ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	قسم ذخیرہ کار	تعداد	گنجائش ذخیرہ کاری
1	ہاؤس ٹائپ گودام	1918	1699000میٹرک ٹن
2	سائیلوز	21	82000میٹرک ٹن
3	بنز	1151	41400میٹرک ٹن
4	بی شیل	211	313500میٹرک ٹن
	کل گنجائش		2135900میٹرک ٹن

اوپر بیان کردہ ذخیرہ گنجائش ناکافی ہے اسی سلسلہ میں تین لاکھ ٹن گنجائش کے کنکریٹ سائیلوز کے منصوبے حکومت پنجاب کے زیر غور ہیں۔ پہلے مرحلہ میں ایک لاکھ ٹن گنجائش کے

سائیلوز فاضل پور ضلع راجن پور، مانا احمدانی ضلع ڈیرہ غازی خان اور رکھ چھبیل ضلع لاہور میں بنانے کے لئے PC-1 تیار کر کے منظوری کے لئے محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو پیش کیا گیا جو صوبائی ترقیاتی ورکنگ پارٹی کے اپنے اجلاس مورخہ 2011-05-14 کو منظور کر لیا تھا۔

مالی سال 13-2012 میں مانا احمدانی ضلع ڈیرہ غازی خان میں 30,000 میٹرک ٹن گندم ذخیرہ کرنے کی گنجائش کے کنکریٹ سائیلوز کا تعمیراتی کام جاری ہے۔ انشاء اللہ یہ منصوبہ جون 2013 تک مکمل ہو جائے گا۔ اس طرح فاضل پور ضلع راجن پور اور رکھ چھبیل ضلع لاہور میں بھی فنڈز مہیا ہونے پر کام کا آغاز کر دیا جائے گا۔

(ب) جی، نہیں۔ فائبر گلاس کے بھڑولے بنانے / گندم ذخیرہ کرنے کی کوئی بھی نہ ہے کیونکہ فائبر گلاس کے بھڑولے گندم کا دباؤ برداشت نہ کر سکتے ہیں۔ تاہم کنکریٹ کے سائیلوز بنانے کے منصوبے پر کام جاری ہے جس کی تفصیل جز (الف) میں بیان کر دی گئی ہے۔

(ج) مالی سال 14-2013 میں 100.00 ملین روپے رقم مختص کی گئی ہے اور اس سے گندم ذخیرہ کرنے کی گنجائش میں 30,000 میٹرک ٹن اضافہ متوقع ہے۔

سال 2013 گندم خرید کا ٹارگٹ و دیگر تفصیلات

*1220: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 2013 میں صوبہ میں گندم کی خرید کا کل ٹارگٹ کتنا مختص کیا گیا تھا؟

(ب) اس کی خرید کے لئے محکمہ خوراک کو کتنی رقم فراہم کی گئی تھی؟

(ج) اس کی خرید کے لئے صوبہ میں کل کتنے مستقل اور عارضی مرکز خرید گندم بنائے گئے تھے؟

(د) اس مقصد کے لئے کتنا باردانہ خرید کیا گیا ہے؟

(ہ) گندم کی خریداری کا طریق کار کیا مقرر کیا گیا؟

(و) گندم کی خرید کے لئے کتنی مدت مقرر کی گئی؟

وزیر خوراک (جناب بلال یسین):

(الف) سال 2013 میں وفاقی حکومت نے پنجاب میں گندم خرچہ کا ٹارگٹ 10 لاکھ میٹرک ٹن مقرر کیا تھا۔

(ب) سال14-2013 میں پنجاب حکومت کو گندم کی خریداری کے لئے مبلغ1158۔ارب روپے فراہم کئے گئے۔

(ج) گندم خریداری کے لئے376 عارضی و مستقل مراکز خریداری گندم قائم کئے گئے تھے۔ جن میں193 مستقل اور183 عارضی مراکز خریداری تھے۔

(د) سال14-2013 میں حکومت پنجاب نے گندم کی خریداری کے لئے مندرجہ ذیل باردانہ خرید کیا تھا:

1۔ جیوٹ بیگ= 20,000 گانٹھیں یعنی60,00,000 بیگ(100 کلوگرام)
2۔ پولی پراپلین تھیلا= 47.380 گانٹھیں یعنی4,73,80,000 تھیلا(50 کلوگرام)

(ہ) گندم خریداری کا مقصد کاشتکاروں کو ان کی محنت کا معقول معاوضہ دلوانا تھا۔ جس کی تصدیق کے لئے متعلقہ محکمہ مال مع ریونیو ریکارڈ ہر سنٹر پر ضلعی انتظامیہ کے تعاون سے تعینات کیا گیا جو کاشتکاران ورقبہ کاشتہ گندم کی تصدیق کرتا تھا تاکہ اسے باردانہ جاری کیا جاسکے اور آڑھتی / مڈل مین کی حوصلہ شکنی ہو اور گندم صرف اصل کاشتکار سے خرید کی جائے۔ تمام کاشتکاروں کو باردانہ کی منصفانہ تقسیم عمل میں لائی گئی۔ پچاس بوری تک گندم کی قیمت کی فوری ادائیگی بذریعہ بنک نقد ادا کی گئی جس کے لئے اکاؤنٹ کا کھولنا ضروری نہ تھا۔
گندم کی قیمت کے علاوہ 7.50 روپے فی100 کلو گرام ڈلیوری چارجز بھی ادا کئے گئے۔ چھوٹے کاشتکاروں کی سہولت کے لئے پچاس بوری گندم تک متعلقہ سنٹر پر بھرائی کر کے خریدی گئی۔ پچاس بوری تک باردانہ شخصی ضمانت پر دیا گیا۔ کاشتکاران کی شکایت کے فوری ازالہ کے لئے ڈسٹرکٹ، تحصیل اور خریداری مراکز کی سطح پر کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔ جو موقع پر کاشتکار کی شکایت کا ازالہ کرتی تھیں۔ مذکورہ گندم خریداری پالیسی کی وجہ سے الحمدللہ اس سال پچھلے سالوں کی نسبت کاشتکاران بھائیوں کی طرف سے بہت کم شکایات موصول ہوئیں جو کسان دوست گندم خریداری مہم کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

(و) گندم کی خریداری کے لئے45 دن مقرر کئے گئے تھے۔

رمضان بازاروں کے لئے خریدی گئی چینی کی شوگر ملوں کو ادائیگی و دیگر تفصیلات

*1304: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) رمضان بازاروں میں سستی چینی کی فراہمی کے لئے حکومت پنجاب نے کتنی چینی کس کس شوگر مل سے کس ریٹ پر خرید کی ہے؟

(ب) ہر شوگر مل کو کتنی رقم حکومت نے چینی کی خرید کے لئے ادا کی ہے؟

(ج) ہر شوگر مل سے کتنی چینی خرید کرنے کا معاہدہ ہوا اور ان سے کتنی چینی خرید کی گئی؟

(د) کس کس شوگر مل سے چینی کی خرید کے لئے ایڈوانس رقم کتنی کتنی دی گئی؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) رمضان بازاروں میں سستی چینی کی فراہمی کے لئے حکومت پنجاب نے کسی شوگر مل سے چینی خرید نہیں کی۔

(ب) مختص شدہ چینی شوگر ملوں سے باوساطت ڈیلر اٹھوائی گئی جس کی ادائیگی ڈیلر نے از خود ملوں کو کی لہذا حکومت نے چینی کی مد میں کوئی رقم ادا نہ کی ہے۔

(ج) حکومت پنجاب نے کسی شوگر مل سے چینی خرید کرنے کا کوئی معاہدہ نہ کیا ہے بلکہ پاکستان شوگر ملز ایسوسی ایشن نے تمام ملوں کا کوٹا مختص کیا ہے جس کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) حکومت پنجاب نے کسی شوگر مل سے چینی خریدنے کی ایڈوانس رقم نہ ادا کی ہے کیونکہ ہر شوگر مل سے نامزد ڈیلروں نے قیمت ادا کر کے چینی ہر ضلع کے رمضان بازاروں میں پہنچائی۔

ضلع لاہور: گوداموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1672: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں گندم کے گودام کہاں کہاں ہیں۔اس وقت ان میں کتنی گندم سٹور ہے؟

(ب) کتنی گندم بغیر سٹور کھلے آسمان کے نیچے پڑی ہے؟

(ج) لاہور شہر کی ایک سال کی گندم کی ڈیمانڈ کتنی ہے؟

(د) ان گوداموں کا سال 12-2011 اور 13-2012 کے اخراجات بتائیں؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع لاہور میں واقع گندم کے گودام اور ان میں مورخہ 13-10-30 تک موجود ذخیرہ گندم کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام سنٹرز	مقدار ذخیرہ کردہ گندم (میٹرک ٹن)
1	مغلپورہ	43070۔ایضاً۔
2	گلبرگ	5662۔ایضاً۔
3	رکھ چھبیل	3215۔ایضاً۔
4	رائیونڈ	997۔ایضاً۔
	کل میزان	52944۔ایضاً۔

(ب) ضلع لاہور میں کوئی گندم کھلے آسمان کے نیچے موجود نہ ہے۔

(ج) لاہور شہر میں ایک سال کی گندم کی ڈیمانڈ 12,40,000 ٹن ہے۔

(د) ان دو سالوں کے دوران ان گوداموں کے اخراجات برائے کیمیائی دھونی، گوداموں کی لپائی و مرمت، بل بجلی اور ٹیلیفون وغیرہ کی مد میں اٹھنے والے اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:

سال	خرچ روپے
2011-12	48,59,272/-
2012-13	10,24,015/-
کل میزان	58,83,287/-

لاہور: محکمہ خوراک میں بھرتیوں کی تفصیلات

*1673: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2011 سے آج تک ڈپٹی ڈائریکٹر فوڈ لاہور کے تحت کتنے ملازمین کو کس کس گریڈ اور اسامی پر بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، تعلیمی قابلیت، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ب) کیا ان ملازمین کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا؟

(ج) اگر ان ملازمین کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کریں؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) دفتر ڈپٹی ڈائریکٹر فوڈ، لاہور ڈویژن میں جنوری 2011 سے آج تک ہونے والی بھرتیوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان ملازمین کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی نہیں کیا گیا۔

(ج) اسسٹنٹ فوڈ کنٹرولر اور فوڈ گرین انسپکٹر کی اسامیوں پر تعیناتی پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سفارشات پر کی گئی جبکہ دوسرے تمام اہلکاران کو سرکاری ملازمین کے تعیناتی اور شرائط کے قانون مجریہ 1974 کی دفعہ 17-A کے تحت ان کے والد کی دوران ملازمت وفات یا طبی وجوہ پر نااہلی کی بنیاد پر بھرتی کیا گیا۔

ضلع راولپنڈی: سستے بازاروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2374: جناب محمد عارف عباسی: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی 2013 میں رمضان میں کل کتنے سستے بازار کہاں کہاں لگائے گئے، ان میں سے پی پی-13 میں رمضان بازاروں کی تعداد کیا تھی؟

(ب) رمضان میں سستے بازاروں میں آٹے کی مد میں کل کتنی رقم خرچ ہوئی اور کون کون سے بازار میں کتنی رقم خرچ کی گئی، آٹا کس قیمت پر خرید اگیا اور کس قیمت پر عوام کو دیا گیا؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع راولپنڈی میں کل 21 درج ذیل سستے بازار لگائے گئے تھے۔

1- ماڈل بازار	2- نواز شریف پارک	3- اعوان مارکیٹ
4- حیدری چوک	5- کری روڈ	6- کمیٹی چوک
7- چوہڑ چوک	8- چونگی نمبر 22(A)	9- چونگی نمبر 22(B)
10- اڈیالہ روڈ	11- گلزار قائد	12- ٹیکسلا سٹی
13- واہ	14- کلر سیداں	15- کوٹلی ستیاں
16- کہوٹہ سٹی	17- مری سٹی	18- گوجر خان سٹی
19- دولتالہ	20- ناڑہ	21- چک بیلی خان

ان میں سے پی پی-13 میں دو سستے بازار لگائے گئے جو کہ کمیٹی چوک اور گلزار قائد تھے۔

(ب) دوران رمضان 2013 ضلع راولپنڈی میں -/1523 روپے فی 40 کلو گرام مالیت والی گندم بحساب -/1100 روپے فی 40 کلو گرام فلور ملوں کو جاری کی گئی جس کے عوض فلور ملوں نے 220279 تھیلے آٹا وزنی 10 کلو گرام رمضان بازاروں میں مبلغ -/315 روپے فی تھیلا فروخت کیا۔ بازار وار فروخت کردہ تھیلا آٹا اور سبسڈی جو حکومت نے برداشت کی اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صوبہ میں غیر معیاری اور مہنگا آٹا فروخت کرنے والی فیکٹریوں کے خلاف کارروائی و دیگر تفصیلات

*2963: محترمہ سعدیہ سہیل رانا: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) آٹا کی قیمت میں اضافہ کی کیا وجوہات ہیں اور حکومت اسے کنٹرول کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ب) صوبہ میں مہنگا اور غیر معیاری آٹا فروخت کرنے والی فلور ملوں کے خلاف پچھلے دو سال کے دوران کیا کارروائی عمل میں لائی گئی، سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) آٹا کی قیمت میں اضافہ کی اطلاعات بے بنیاد ہیں۔ تمام پنجاب میں فلور ملوں نے آٹا حکومت کے مقررہ نرخ پر فروخت کیا جو سارا سال وافر مقدار میں مارکیٹوں میں دستیاب رہا جبکہ حکومت پنجاب نے نہ ہی بین الاضلاعی اور نہ بین الصوبائی پابندی عائد کی۔ آٹا کی وافر مقدار میں فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے سستا بازار، اتوار بازار اور جمعہ بازاروں کا ہفتہ میں تین دن انعقاد بھی عمل میں لایا جاتا رہا جہاں آٹا Ex-Mill نرخ 765/20 Kg روپے فروخت کیا گیا۔ اوپن مارکیٹ اور سستے بازار / اتوار / جمعہ بازاروں میں روزانہ کی بنیاد پر آٹے کی فراہمی اور قیمت کو محکمہ خوراک کے افسران چیک / مانیٹرنگ کرتے رہے اور روزانہ کی بنیاد پر مانیٹرنگ رپورٹ افسران بالا کو بھجوائی جاتی رہی۔

(ب) پنجاب میں حکومت کے مقررکردہ نرخوں سے زائد قیمت پر آٹا فروخت ہوا اور نہ ہی معیار کے بارے میں کوئی سنجیدہ شکایت موصول ہوئی تاہم معیار کو برقرار رکھنے کے لئے ایک مستقل مشق جاری رہتی ہے اور ملوں سے حاصل کئے گئے نمونہ جات کی تجزیاتی رپورٹوں پر کوتاہی کی مرتکب ملوں کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے جس کے تحت ملوں کو وارننگ، فوڈ گرین لائسنس کی معطلی یا جرمانہ کیا جاتا ہے۔ پچھلے دو سالوں کے دوران غیر معیاری آٹا فروخت کرنے والی ملوں کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے جرمانہ عائد کیا گیا جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

ضلع	جرمانہ سال 2012-13 (روپے)	جرمانہ سال 2013-14 (روپے)
راولپنڈی	439071	1165020
اٹک	128000	217500
چکوال	371213	119000
جہلم	44000	143000
میزان	982284	1644520
لاہور	438923	2717918
قصور	127000	465875
شیخوپورہ	10000	226628
ننکانہ	38500	20000

میزان	613823	3430421
گوجرانوالہ	13000	569000
گجرات	28000	110000
سیالکوٹ	256000	298000
منڈی بہاؤالدین	89000	154000
نارووال	21000	168200
میزان	524000	1299200
مظفر گڑھ	132157	155000
ڈی جی خان	10000	1143786
راجن پور	10000	71500
لیہ	–	1474875
میزان	152157	2845161
سرگودھا	77000	1115493
خوشاب	37500	83000
میانوالی	363024	176000
بھکر	45000	50000
میزان	522524	1424493
ساہیوال	44000	127000
اوکاڑہ	78000	199000
پاکپتن	–	50000
میزان	122000	376000
ملتان	139500	723250
لودھراں	20000	125000
وہاڑی	–	201134
خانیوال	–	92000
میزان	159500	1141384
فیصل آباد	85000	153000
ٹی ٹی سنگھ	70000	121000
جھنگ	115500	112000
چنیوٹ	-	-
میزان	270500	386000
بہاولپور	411000	664000
بہاولنگر	56500	45000
رحیم یار خان	373000	595000
میزان	840500	1304000

ضلع مظفر گڑھ: شیخو شوگر مل میں بنائی گئی چینی و دیگر تفصیلات

*3133: **ملک احمد یار ہنجرا:** کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) شیخو شوگر مل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ نے پچھلے پانچ سال کرشنگ سیزن میں کتنے من گنا کرش کیا، اس سے کتنے من چینی بنائی گئی؟

(ب) پچھلے پانچ سال میں شوگر سیس کی مد میں کتنے فنڈز جمع کروائے اور ان سے علاقہ میں موجود سڑکات کی بہتری کے لئے کیا اقدامات اٹھائے گئے اور کون کون سی سڑکات مرمت کروائیں نیز کون کون سی نئی سڑکات تعمیر کروائی گئیں، ان کی مکمل تفصیل سے آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) شیخو شوگر مل کوٹ ادو مظفر گڑھ نے پچھلے پانچ سالوں میں5,739,043 میٹرک ٹن گنا کرش کیا جس سے 521,316 میٹرک ٹن چینی بنائی گئی۔ پچھلے پانچ سالوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	سال	گنا کرش (میٹرک ٹن)	چینی کی پیداوار (میٹرک ٹن)
1	2009	904,501	78,910
2	2010	849,252	75378
3	2011	1,125,635	98,926
4	2012	1,405,792	128,477
5	2013	1,453,863	139,625
		ٹوٹل:5,739043	ٹوٹل:521,316

(ب) پچھلے پانچ سالوں میں شوگر کین سیس فنڈ میں مبلغ -/188,71,523 روپے جمع کروائے گئے اور چودہ سکیموں کی منظوری علاقہ میں موجود سڑکات کی بہتری، سڑکات کی مرمت اور نئی سڑکات کی تعمیر کے لئے دی گئی جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	سکیموں کے نام	منظور شدہ تخمینہ (ملین روپے)	کل اخراجات (ملین روپے)	ریمارکس
1	مرمت پکی سڑک سناواں چوک منڈا سے محمد چوک سے لکھ موڑ، 3.50تا7.50 کلو میٹر= 4کلو میٹر	8.655	8.621	کام مکمل ہوا
2	مرمت پکی سڑک ریلوے سٹیشن گرمانی سے نور بنگلہ۔ لمبائی13.00 کلو میٹر	19.281	17.964	کام مکمل ہوا
3	مرمت پکی سڑک جی ٹی روڈ لیہ سے بستی جنون۔ لمبائی2.50 کلو میٹر	5.573	5.718	کام مکمل ہوا
4	تعمیر پکی سڑک بھکی چوک سے بستی بڈھے والا۔ لمبائی2.50 کلو میٹر	9.182	8.182	کام مکمل ہوا

5	تعمیر پکی سڑک چاہ وریاں والا سے ہیڈ چنن والا۔ لمبائی3.50 کلومیٹر	12.117	11.124	کام مکمل ہوا
6	مرمت پکی سڑک سناواں لنگر سرائی روڈ۔ لمبائی35.96 کلومیٹر	17.081	15.740	کام مکمل ہوا
7	تعمیر پکی سڑک ہیڈ داد والا روڈ (لموری اڈا سے چاہ ٹبہ سے شیخو شوگر مل۔ لمبائی 2.00 کلومیٹر)	8.172	7.194	کام مکمل ہوا
8	مرمت پکی سڑک سناواں کوٹ ادو روڈ سے شیخ عمر۔ لمبائی4.00 کلومیٹر	9.266	6.966	کام مکمل ہوا
9	تعمیر پکی سڑک بند سناواں روڈ سے سرور والی روڈ۔ لمبائی1.00 کلومیٹر	5.230	3.0317	کام مکمل ہوا
10	مرمت پکی سڑک سناواں لنگر سرائی روڈ۔ لمبائی33.96 کلومیٹر	18.911	16.558	کام مکمل ہوا
11	تعمیر پکی سڑک ہزارہ مائنر سے احسان پور۔ لمبائی2.00 کلومیٹر	11.301	7.637	کام مکمل ہوا
12	تعمیر پکی سڑک ایس ایس چوک سے چکر داری۔ لمبائی3.00 کلومیٹر	15.081	13.505	کام مکمل ہوا
13	تعمیر پکی سڑک جانو شاہ والا سے سپر نمبر1۔ لمبائی1.50 کلومیٹر	7.745	5.720	کام مکمل ہوا
14	توسیع سڑک سناواں سے لنگر سرائی روڈ۔ لمبائی33.94 کلومیٹر	32.331	22.438	کام مکمل ہوا
		179.656	119.399	کام مکمل ہوا

فیصل آباد: گوداموں کی تفصیلات

*3151: میاں طاہر: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد میں محکمہ خوراک کے گودام کہاں کہاں پر ہیں ہر گودام پر کتنی گندم سٹور کی جا سکتی ہے؟

(ب) ان گوداموں پر اس وقت کتنی گندم سٹور کی گئی ہے یہ کس کس سال کی ہے؟

(ج) ان گوداموں پر کتنے ملازم تعینات ہیں، تفصیل عہدہ و گریڈ وار بتائیں؟

(د) ان گوداموں کے سال 12-2011، 13-2012 اور 14-2013 کے اخراجات بتائیں؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ خوراک کے گودام 16 جگہوں پر واقع ہیں جن کی استعداد ذخیرہ کاری 1,84,500 میٹرک ٹن ہے۔ مرکز وار استعداد ذخیرہ کاری کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع فیصل آباد میں جن گوداموں پر اس وقت گندم ذخیرہ کی گئی اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع فیصل آباد کے مراکز ذخیرہ گندم پر درج ذیل تعداد میں ملازمین تعینات ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

عہدہ	گریڈ	تعداد
اسسٹنٹ فوڈ کنٹرولر	15	4
فوڈ گرین انسپکٹر	12	24
فوڈ گرین سپروائزر	09	2
پلانٹ آپریٹر	11	1
الیکٹریشن	05	1
ویلڈر	05	1
فٹر	05	1
وے برج آپریٹر	02	60
خاکروب	02	9

(د) ضلع فیصل آباد کے گوداموں کے سال12-2011، 13-2012 اور14-2013 کے اخراجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے، تاہم اخراجات کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

سال	اخراجات (روپے)
2011-12	48,40,987.00
2012-13	51,72,654.00
2013-14	9,60,983.00

فیصل آباد: فلور ملز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3152: میاں طاہر: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد میں کتنی فلور ملز کہاں کہاں ہیں، ان کے مالکان کے ناموں کی تفصیل بتائیں؟

(ب) ان میں سے کتنی فلور ملز بند پڑی ہیں اور کتنی چالو حالت میں ہیں؟

(ج) ان فلور ملز کو گندم فراہم کس طرح، کون کرتا ہے؟

(د) ان فلور ملز سے محکمہ کو سالانہ کتنی رقم ملتی ہے؟

(ہ) ان میں سے کس کس فلور مل کو محکمہ نے کب سے بند کر رکھا ہے اور کس بناء پر بند کیا ہوا ہے؟

وزیر خوراک(جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع فیصل آباد میں46 فلور ملز ہیں۔ان کی تفصیلات Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) ضلع فیصل آباد میں تمام فلور ملز چالو حالت میں ہیں۔

(ج) فلور ملز کو گورنمنٹ پالیسی کے تحت متعلقہ ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر قیمت خزانہ سرکار میں جمع کروانے کے بعد گندم جاری کرتا ہے۔ جاری کردہ گندم کی ملز وار تفصیل Annex-B کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تمام فلور ملز گورنمنٹ پالیسی کے تحت اپنے فوڈ گرین لائسنس کی تجدید کی مد میں سالانہ -/23000 روپے بحساب -/500 فی لائسنس جمع کرواتی ہیں۔اس کے علاوہ سال 2012 کے اندر -/85000 روپے اور 2013 میں -/153000 روپے جرمانہ کی مد میں رقم خزانہ سرکار میں جمع کروائے گئے ہیں۔ ملز وار جرمانہ کی تفصیل Annex-C اور Annex-D ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔ لائسنس پالیسی Annex-E ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ہ) ضلع فیصل آباد میں اس وقت کوئی فلور مل بند نہ ہے۔

لاہور: فلور ملز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3163: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں کتنی فلور ملز ہیں ان کے نام اور مالکان کے نام بتائیں؟

(ب) ان میں سے کتنی فلور ملز باقاعدہ این او سی حاصل کر کے لگائی گئی ہیں اور کتنی بغیر این او سی کے لگائی گئی ہیں؟

(ج) ہر فلور ملز کو سالانہ کتنی گندم محکمہ فراہم کرتا ہے اور ان کو یہ گندم کس طریق کار (criteria) کے تحت فراہم کی جاتی ہے؟

(د) کیا محکمہ کو ان فلور ملز پر چیک اینڈ بیلنس کا اختیار ہے؟

(ہ) کس کس مل کو سال 12-2011، 13-2012 اور 14-2013 میں کس بناء پر محکمہ نے جرمانہ کیا ہے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) لاہور میں کل 65 فلور ملز ہیں۔ ان فلور ملز کے نام اور مالکان کے ناموں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) فلور ملز لگانے کے لئے این او سی کی ضرورت نہ ہے۔

(ج) ہر سال حکومت پنجاب کی جاری کردہ پالیسی کے مطابق فلور ملوں کو گندم جاری کی جاتی ہے۔ رواں سال ضلع لاہور میں 30 بوری فی باڈی روزانہ اور دیگر اضلاع میں 20 بوری فی باڈی روزانہ کے حساب سے گندم جاری کی جارہی ہے۔

(د) جی ہاں! محکمہ کو فلور ملز پر چیک اینڈ بیلنس کا اختیار حاصل ہے اور کسی بھی قسم کی بے قاعدگی پر متعلقہ فلور مل کے خلاف فوڈ گرین لائسنسنگ کنٹرول آرڈر 1957 کے تحت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

(ہ) فلور ملز کو آٹے میں زائد نمی و دیگر بے ضابطگیوں کی بناء پر عائد کردہ جرمانہ کی سال وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

میانوالی: گندم کے گوداموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3388: ڈاکٹر صلاح الدین خان: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع میانوالی میں گندم سٹور کرنے کے لئے کتنے گودام ہیں اور کتنی مقدار میں گندم سٹور کی جاتی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گندم کھلے میدانوں میں بھی سٹور کی جاتی ہے، کھلے میدانوں میں سال 2013 میں کتنی گندم سٹور کی گئی، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع میانوالی میں گندم سٹور کرنے کے لئے گوداموں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	تعداد گودام	سٹوریج (میٹرک ٹن)	سٹوریج (میٹرک ٹن)
1	میانوالی	07	9500
2	پپلاں	01	1000
3	ماڑی انڈس (گورنمنٹ)	02	2000
	ماڑی انڈس (افغان)	04	4000

(ب) جی ہاں! کھلے میدانوں میں سال 2013 میں سٹور کی گئی گندم کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	سنٹر	مقدار گندم (میٹرک)
1	میانوالی	3651
2	پپلاں	9156
3	واں بھچراں	9837
4	عیسیٰ خیل	6191
5	سوانس موڑ	3916

ضلع میانوالی میں قائم فلور ملز سے متعلقہ تفصیلات

*3393: ڈاکٹر صلاح الدین خان: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع میانوالی میں کل کتنی فلور ملز ہیں ان کے نام اور مالکان کے نام بتائیں؟

(ب) ان ملز کو 2011 اور 2012 میں کتنی گندم فراہم کی گئی؟

(ج) کتنی ملز پر گندم فروخت کرنے کا الزام ہے اور ان کے خلاف کیا قانونی کارروائی کی گئی ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یسٰین):

(الف) ضلع ہذا میں دس عدد فلور ملز واقع ہیں:۔

نمبر شمار	نام فلور ملز	نام مالکان
1	شاندار فلور ملز ہرنولی	حزب اللہ خان
2	محمد حسین فلور ملز واں بھچراں	احمد خان بھچر
3	حمزہ فلور ملز واں بھچراں	حفیظ الرحمان
4	میانوالی فلور ملز میانوالی	حاجی امان اللہ خان
5	مصطفیٰ فلور ملز میانوالی	کریم نواز خان ٹھیکیدار / مالک ضیاء اللہ خان
6	عظیم فلور ملز واں بھچراں	شیخ محمد عظیم
7	پائی خیل فلور ملز پائی خیل	سجاد علی خان
8	بھچر فلور ملز واں بھچراں	ملک ظفر احمد
9	عظیم فلور ملز دتہ خیل	محمد عظیم خان
10	فائن فلور ملز عیسیٰ خیل	سیف اللہ وزیر

(ب) ان فلور ملز کو 2011 اور 2012 میں جاری کی گئی گندم کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام فلور ملز	2011 (میٹرک ٹن)	2012 (میٹرک ٹن)
1	شاندار فلور ملز ہرنولی	5599.350	5597.680
2	محمد حسین فلور ملز واں بھچراں	170.000	2599.900

3	حمزہ فلور ملز واں بھچراں	5935.550	4358.820
4	میانوالی فلور ملز میانوالی	1835.800	1139.730
5	مصطفیٰ فلور ملز میانوالی	1362.315	825.301
6	عظیم فلور ملز واں بھچراں	485.000	1036.000
7	پائی خیل فلور ملز پائی خیل	235.760	936.799
8	بھچر فلور ملز واں بھچراں	830.200	636.200
9	عظیم فلور ملز دتہ خیل	1240.000	876.000
10	فائن فلور ملز عیسیٰ خیل	1541.650	1830.150

(ج) دوران سکیم 13-2012 فلور ملز کو کم سپلائی آٹا پر درج ذیل جرمانہ عائد کیا گیا۔

نمبر شمار	نام فلور ملز	جرمانہ
1	فائن فلور ملز عیسیٰ خیل	مبلغ -/78438 روپے
2	مصطفیٰ فلور ملز میانوالی	مبلغ -/52010 روپے
3	پائی خیل فلور ملز پائی خیل	مبلغ -/233553 روپے

سرگودھا: چشتیہ شوگر ملز کا گنے کے کاشتکاروں کو عدم ادائیگی کا مسئلہ

***3409: ملک محمد جاوید اقبال اعوان:** کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) چشتیہ شوگر ملز، سرگودھا نے 12-2010 کے دورانیہ کے کتنے غریب کاشتکاروں کو ابھی تک گنے کے پیسے نہیں دیئے، جن کی سی بی آر لئے وہ دربدر پھر رہے ہیں، ان کاشتکاروں کے نام، پتا جات مع رقم جس کی ابھی تک ادائیگی نہیں ہوئی، تفصیلات پیش کی جائیں؟

(ب) کیا حکومت ان کاشتکاروں کو رقم کی ادائیگی کروانے اور مذکورہ مل کے خلاف تاخیر کرنے پر تادیبی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) چشتیہ شوگر ملز، ضلع سرگودھا کے ذمے سال 12-2010 تک مبلغ -/2,93,37,808 روپے واجب الادا ہیں۔ ان کاشتکاروں کے نام مع پتا جات اور رقم کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس سلسلہ میں تحصیل و ضلع سرگودھا انتظامیہ کی طرف سے مندرجہ ذیل اقدامات کئے گئے ہیں:

1) مل مالک / انتظامیہ کے خلاف چودہ ایف آئی آرز رجسٹرڈ کرائی گئی ہیں۔ ایف آئی آر کی کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

2) ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر صاحب سرگودھا کی طرف سے مل مالکان وانتظامیہ کے کمرشل بنک اکاؤنٹس منجمند کرنے کے احکامات جاری کئے گئے ہیں۔

3) مزید برآں چشتیہ شوگر مل کو حتمی شوکاز نوٹس جاری کیا گیا ہے تا کہ مل انتظامیہ سے Recovery Under Land Revenue Act عمل میں لاکر کاشتکاروں کو گنے کے واجبات ادا کئے جائیں۔ مل انتظامیہ کو مورخہ 12-05-2014 کو طلب بھی کیا گیا ہے۔ کاپی (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گندم ودیگر اجناس کی امدادی قیمت مقرر کرنے سے متعلقہ تفصیلات

*3494: جناب محمد انیس قریشی: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ خوراک کا کام صرف گندم کی فصل کی امدادی قیمت مقرر کرنا، ملوں کو گندم کی سپلائی کرنا اور آٹے کی قیمت پر کنٹرول کرنا ہے؟

(ب) کیا محکمہ نے چاول، دالیں، سبزیاں، مکئی اور باجرہ کی کوئی امدادی قیمت مقرر کی ہے یا کاشتکاروں کو مڈل مین کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا ہے؟

(ج) کیا شوگر بھی محکمہ خوراک کے کنٹرول میں آتی ہے کیا یہ درست ہے کہ پچھلے سال گنے کی قیمت 170 روپے فی من قیمت مقرر کی گئی، جس سے کسان کے اخراجات بھی پورے نہ ہوئے ہیں کیا گنے کا سیزن شروع ہونے سے پہلے اس کی امدادی قیمت مقرر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) گندم کی امدادی قیمت وفاقی حکومت مقرر کرتی ہے۔ یہ درست ہے کہ محکمہ خوراک پنجاب فلور ملوں کو گندم جاری کرتا ہے اور مارکیٹ میں آٹے کی حکومت کے مقررہ نرخ پر دستیابی کو یقینی بنایا ہے۔

(ب) محکمہ خوراک پنجاب حکومت کے مقررہ نرخ پر صرف گندم کی خریداری کرتا ہے۔

(ج) شوگر محکمہ خوراک کے کنٹرول میں نہیں آتی، بلکہ محکمہ خوراک شوگر کی رسد اور طلب پر نظر رکھتا ہے۔ کین کمشنر پنجاب، محکمہ خوراک شوگر ملوں سے گنے کے کاشتکاروں کی ادائیگیاں اور شوگر کین ڈویلپمنٹ سیس کی ریکوری کو یقینی بنایا ہے۔

یہ بات درست ہے کہ محکمہ خوراک نے پچھلے سال گنے کی قیمت -/170 روپے فی 40 کلو گرام مقرر کی تھی۔

اس ضمن میں مندرجہ ذیل عوامل کو مدنظر رکھا گیا تھا:

(1) کھاد، ڈیزل، بیج، چینی کے موجودہ اسٹاک اور بین الاقوامی چینی کی قیمت:۔
سابقہ سال ڈیزل اور کھاد کی قیمتوں کے موازنہ پر معمولی اتار چڑھاؤ پایا گیا مگر اس کے برعکس چینی کا سٹاک وافر مقدار میں موجود ہونے کے باعث چینی کے ملکی نرخ میں کوئی زیادہ ردوبدل نہ پایا گیا۔ مزید برآں ایگریکلچر پالیسی انسٹیٹیوٹ اسلام آباد نے پچھلے سال کی گنے کی قیمت خرید کو برقرار رکھنے کی سفارش بھی کی تھی۔
ہر سال کی طرح کرشنگ سیزن شروع ہونے سے قبل حکومت پنجاب گنے کے کاشتکاروں اور شوگر مل مالکان کی باہمی مشاورت سے گنے کی کم سے کم قیمت خرید مقرر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

سابقہ ادوار میں خوراک ذخیرہ کرنے کے لئے گودام بنانے کی پالیسی کی تفصیلات

*3565: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابقہ ادوار میں نجی شعبہ کے تعاون سے خوراک ذخیرہ کرنے کے لئے گودام بنانے کی پالیسی بنائی گئی تھی کیا یہ سکیم اب بھی موجود ہے؟

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس سکیم کے تحت گزشتہ پانچ سالوں میں کتنے گودام تعمیر کئے گئے نیز کیا اس سکیم میں دلچسپی رکھنے والوں کے لئے اس سکیم کی شرائط قواعد و ضوابط کو عوام کی آگاہی کے لئے مشتہر کیا گیا ہے؟

(ج) کیا حکومت پنجاب کی طرف سے قائم کردہ پنجاب فوڈ اتھارٹی کا دائرہ کار سارے پنجاب پر محیط ہے اگر ہے تو لاہور کے علاوہ پنجاب فوڈ اتھارٹی کے دفاتر کہاں کہاں قائم کئے گئے ہیں؟

(د) پنجاب فوڈ اتھارٹی کے افسران اور ملازمین کی فہرست ایوان کو آگاہی کے لئے فراہم کی جائے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) یہ درست ہے کہ جون2012 میں نجی شعبہ کے تعاون سے خوراک ذخیرہ کرنے کے لئے پالیسی بنائی گئی تھی اور اس پر اب بھی کام ہو رہا ہے۔ جس کی تفصیل جز(ب) میں دی گئی ہے۔

(ب) جون2010 میں نجی شعبہ کے تعاون سے9 لاکھ میٹرک ٹن گندم ذخیرہ کرنے کی اضافی گنجائش کے لئے انٹرنیشنل فنانس کارپوریشن کی زیر نگرانی پہلے فیز میں3,50,000 میٹرک ٹن گنجائش کے لئے پری کوالیفکیشن کے لئے مارچ2012 اشتہار دیا گیا اور اس طرح

12فرموں میں سے 7فرمیں ڈیپارٹمنٹ کی شرائط پر پوری اتریں لیکن دسمبر 2012 میں شرائط سخت ہونے پر کسی بھی فرم نے کام کرنے سے انکار کر دیا۔ اب دوبارہ اس سکیم کی شرائط قواعد و ضوابط کو عوام کی آگاہی کے لئے ملکی و غیر ملکی اخبار میں مشتہر کیا گیا اور اس طرح 19فرموں نے اظہار دلچسپی ظاہر کی ہے۔ جن کے کاغذات کی جانچ پڑتال جاری ہے۔

(ج) پنجاب فوڈ اتھارٹی ضلع لاہور میں مورخہ 2۔ جولائی 2012 کو پنجاب فوڈ اتھارٹی ایکٹ، 2011 کے تحت معرض وجود میں آئی تاکہ لوگوں کے لئے صاف اور ستھری خوراک کی فراہمی کو یقینی بنایا جا سکے، فی الوقت پنجاب فوڈ اتھارٹی صرف ضلع لاہور میں کارروائی کر رہی ہے لیکن جلد ہی اس کا دائرہ کار صوبہ پنجاب کے دیگر اضلاع تک وسیع کر دیا جائے گا۔

(د) پنجاب فوڈ اتھارٹی کے افسران اور ملازمین کی فہرست منسلکہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ: گندم ذخیرہ کرنے کے لئے گوداموں کی تفصیلات

*3566: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹوبہ ٹیک سنگھ میں گندم ذخیرہ کرنے کے لئے محکمہ خوراک کے کتنے گودام ہیں اور ان کی ذخیرہ کرنے کی استعداد کیا ہے؟

(ب) یہ گودام کب تعمیر کئے گئے ان کھنڈر بنتے ہوئے گوداموں کی مرمت کے لئے حکومت نے کوئی فنڈز مختص کئے ہیں یا نہیں گزشتہ پانچ سال کی تفصیلات فراہم کی جائیں؟

(ج) گندم کی پیداوار اور استعمال میں اضافہ کے پیش نظر ذخیرہ کرنے کی استعداد بڑھانے کے لئے کیا حکومت نئے گودام تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک؟

(د) گزشتہ سال ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کتنی گندم خریدی گئی، کیا خریداری دیئے گئے ٹارگٹ کے مطابق تھی اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں محکمہ خوراک کے گوداموں کی تعداد 47 ہے ان میں 75100 میٹرک ٹن گندم ذخیرہ کرنے کی گنجائش ہے۔ پی آر سنٹر وار تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	سنٹر	تعداد گودام	گنجائش ذخیرہ (میٹرک ٹن)
1	ٹوبہ ٹیک سنگھ	13	22500
2	چٹیانہ	5	10000
3	جانی والا	2	3000
4	پیر محل	5	10500
5	رجانہ	6	9000
6	کمالیہ	8	10000
7	گوجرہ	7	8700
8	چراغ آباد	1	1400
	کل میزان	47	75100

(ب) ضلع ہذا کے گوداموں کی تعمیر مختلف سالوں میں ہوئی تھی جو تقریباً 1954 سے لے کر 1986 تک ہوئی تھی۔ گزشتہ پانچ سالوں میں گوداموں کی مرمت کے لئے محکمہ خوراک نے 8831373.00 روپے مختص کئے تھے۔ 7803230.00 روپے خرچ ہوئے تھے۔ تفصیل حسب ذیل ہے:

نمبر شمار	سنٹر	سال	الاٹ شدہ بجٹ	خرچہ
1	چٹیانہ	2008-09	2075834	1947985
2	-	2009-10	-	-
3	ٹوبہ ٹیک سنگھ	2010-11	1864500	1845242
4	پیر محل	2010-11	1922000	1922000
5	چٹیانہ	2011-12	2155500	1341961
6	چٹیانہ	2012-13	813539	746042
	کل میزان		8831373	7803230

(ج) ضلع ہذا میں گندم ذخیرہ کرنے کے لئے ضرورت کے مطابق گودام موجود ہیں اس لئے مزید گودام بنانے کا کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے۔

(د) گزشتہ سال ضلع ہذا کا ہدف خریداری گندم 98400 میٹرک ٹن تھا جو مکمل کرنے کے بعد 98400 میٹرک ٹن سے بڑھا کر 103500 میٹرک ٹن کر دیا گیا تھا اور 101189.300 میٹرک ٹن گندم خرید کی گئی تھی۔ سنٹر وار تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	سنٹر	ہدف خرید گندم	اضافی ہدف	خرید کردہ گندم (میٹرک ٹن)
1	ٹوبہ ٹیک سنگھ	11000	11500	11014.000
2	چٹیانہ	11000	11500	11500.00
3	رجانہ	11000	13900	13858.400
4	جانیوالا	10400	11000	11000.000

5	کمالیہ	25000	23600	22296.400
6	پیر محل	30000	32000	31620.500
	میزان	98400	103500	101189.300

فیصل آباد: گندم خرید نے کا ہدف اور ملازمین سے متعلقہ تفصیلات

*3616: جناب جعفر علی ہوچہ: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل تاندلیانوالہ فیصل آباد میں محکمہ خوراک کے کل ملازمین کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) اس تحصیل میں محکمہ کے کتنے مستقل اور کتنے عارضی مرکز خرید گندم ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ج) سال 2012 اور 2013 کے دوران کتنی گندم خرید کی گئی؟

(د) حکومت نے آئندہ اس تحصیل سے کتنی گندم خرید کرنے کا ہدف مقرر کیا ہے؟

(ہ) کیا اس تحصیل میں حکومت مزید مرکز خرید گندم بنانے اور کسانوں کو زیادہ سے زیادہ سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) تحصیل تاندلیانوالہ میں مرکز وار جو اہلکاران تعینات ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

1۔ تاندلیانوالہ 07 اہلکاران

2۔ کنجوانی 05 اہلکاران

3۔ ماموں کانجن 07 اہلکاران

(ب) تحصیل تاندلیانوالہ میں محکمہ خوراک کے تین مستقل مراکز خرید گندم ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ تاندلیانوالہ 2۔ کنجوانی 3۔ ماموں کانجن

تاندلیانوالہ میں کوئی عارضی مرکز خرید گندم نہ ہے۔

(ج) گندم خریداری سال 13-2012 کے دوران 413446 بوری (وزن 100 کلو گرام) اور گندم خریداری سال 14-2013 کے دوران 555368 بوری (وزن 100 کلو گرام) خریدی گئی تھی۔

(د) تحصیل تاندلیانوالہ کا سال 15-2014 کے لئے ہدف خریداری گندم 532000 بوری (وزن 100 کلو گرام) مقرر کیا گیا ہے۔

(ہ) تحصیل تاندلیانوالہ میں جو گودام ہائے بنائے گئے ہیں ان کی استعداد ذخیرہ کاری 855000بوری(وزن100کلو گرام) ہے جو کہ خرید گندم کی ذخیرہ کاری کے لئے کافی ہے اور فی الوقت مزید گودام تعمیر کرنے کی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔ محکمہ خوراک کاشتکاروں کو minimum guaranteeکی فراہمی کو یقینی بناتا ہے اور مراکز خریداری گندم پر کاشتکاروں کو زیادہ سے زیادہ سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔

ساہیوال میں محکمہ خوراک کے گندم کے گوداموں سے متعلقہ تفصیلات

*3618: محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع ساہیوال میں محکمہ خوراک کے گودام کہاں کہاں واقع ہیں اور ان میں پرانے یا خستہ حالت کتنے ہیں؟

(ب) ہر گودام میں کتنی گندم سٹور کرنے کی گنجائش ہےاوراس وقت کتنی گندم موجود ہے؟

(ج) یہ گندم کن سالوں میں کتنی رقم سے خریدی گئی تھی؟

(د) ان گوداموں پر تعینات سٹاف کی تعداد بتائی جائے؟

(ہ) چیچہ وطنی شہر نزد اوور ہیڈ برج جو گودام ہیں وہ کس طرز کے ہیں، کیا حکومت اس طرز کے گودام بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خوراک(جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع ساہیوال میں12 مقامات پر محکمہ خوراک کے گودام موجود ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:

1-	ساہیوال	2-	138/9-L
3-	ہڑپہ	4-	کمیر
5-	داد فتیانہ	6-	چیچہ وطنی
7-	کسووال	8-	اقبال نگر
9-	غازی آباد	10-	170/9-L
11-	کمانڈ	12-	182/9-L

ضلع ساہیوال میں کل 74 گوداموں میں سے کوئی گودام بھی خستہ حالت نہ ہے۔ بلکہ تمام گودام قابل ذخیرہ اور استعمال میں ہیں۔ آخر الذکر سنٹر میں واقع دو عدد گوداموں کی چھتیں قابل مرمت ہیں تاہم تمام 12 سنٹروں کے 74 گوداموں میں گندم ذخیرہ کی جاتی ہے۔ مزید

یہ کہ تین سنٹروں ساہیوال، چیچہ وطنی اور کسووال پر بن موجود ہیں۔ مگر ان میں عرصہ دراز سے پرانے اور لیکی سٹرکچر ہونے کی وجہ سے گندم ذخیرہ نہیں ہوتی۔

(ب) ضلع ساہیوال میں واقع 12 مقامات پر گوداموں کی تعداد اور ان میں گنجائش ذخیرہ کی تفصیل حسب ذیل ہے:

نمبر شمار	نام سنٹر	تعداد گودام	گنجائش فی گودام (میٹرک ٹن)	کل گنجائش گودام (میٹرک ٹن)
1۔	ساہیوال	4	500	2000
	۔ایضاً۔	2	2000	4000
2۔	ہڑپہ	3	1100	3300
	۔ایضاً۔	2	1000	2000
3۔	138/9-L	2	1000	2000
4۔	کمیر	4	1100	4400
	۔ایضاً۔	4	1000	4000
5۔	داد فتیانہ	3	1000	3000
6۔	چیچہ وطنی (غلہ منڈی گودام)	2	1000	2000
	۔ایضاً۔ (ریلوے پھاٹک گودام)	4	1000	4000
	۔ایضا۔ (تھانہ گودام)	3	1000	3000
7۔	کسووال	9	1000	9000
8۔	اقبال نگر	4	1000	4000
9۔	غازی آباد	8	1000	8000
10۔	170/9-L	16	1100	17600
11۔	کماند	2	1100	2200
12۔	182/9-L	2	1000	2000
	میزان	74		76500

اس وقت صرف پی آر سنٹر داد فتیانہ کے ایک گودام میں 517.850 میٹرک ٹن گندم سکیم 14-2013 کی بقایا پڑی ہے۔

(ج) گزشتہ سال سکیم 14-2013 میں کل گندم وزن 173315.200 میٹرک ٹن مالیتی -/5212454640 روپے خرید ہوئی۔ جس میں صرف 517.850 میٹرک ٹن مالیتی -/15574339 روپے کا سٹاک داد فتیانہ سنٹر پر بچا ہے باقی تمام گندم کی نکاسی ہو گئی ہے۔

(د) ضلع ہذا کے 12 عدد سنٹروں کے گوداموں پر موجود تعینات سٹاف کی تعداد کے بارے میں تفصیل حسب ذیل ہے:

نمبر شمار	سنٹر	تعینات سٹاف
1۔	ساہیوال	رائے مشتاق، اسسٹنٹ فوڈ کنٹرولر، فاروق عبداللہ، فوڈ گرین انسپکٹر
2۔	138/9-L	فیض محمود فوڈ گرین سپروائزر، آصف خان فوڈ گرین انسپکٹر
3۔	ہڑپہ	اخلاق احمد، اسسٹنٹ فوڈ کنٹرولر، مدثر فوڈ گرین سپروائزر
4۔	کمیر	آصف خان، فوڈ گرین انسپکٹر، محمد علی فوڈ گرین سپروائزر
5۔	داد فتیانہ	سویم مصطفے، فوڈ گرین انسپکٹر، تصور حسین فوڈ گرین سپروائزر
6۔	چیچہ وطنی (غلہ منڈی گودام)	اظہر حسین، فوڈ گرین انسپکٹر، زوار حسین، فوڈ گرین سپروائزر
7۔	کسووال	اعجاز حامد فوڈ گرین انسپکٹر، زوار حسین فوڈ گرین سپروائزر
8۔	اقبال نگر	رائے سعید احمد فوڈ گرین انسپکٹر، اظہر حسین فوڈ گرین انسپکٹر
9۔	غازی آباد	عابد کمال فوڈ گرین انسپکٹر، ارسلان تنویر فوڈ گرین سپروائزر
10۔	170/9-L	طارق محمود، فوڈ گرین انسپکٹر، ذیشان سعید فوڈ گرین سپروائزر
11۔	کماند	محمد انور، فوڈ گرین انسپکٹر، محمد قاسم فوڈ گرین سپروائزر
12۔	182/9-L	رانا خالد اکرم فوڈ گرین انسپکٹر، ناصر علی، جونیئر اینالسٹ

(ہ) پی آر سنٹر چیچہ وطنی پر اوور ہیڈ برج کے ساتھ واقع گودام ہاؤس ٹائپ ہیں اور ان گوداموں میں مزید ہاؤس ٹائپ گودام بنانے کی گنجائش موجود ہے۔

گندم پالیسی اور ٹارگٹ مقرر کرنے کے طریق کار سے متعلقہ تفصیلات

*3626: لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت کی گندم پالیسی کیا ہے اور ٹارگٹ مقرر کرنے کا کیا طریق کار ہے؟

(ب) حکومت غریب کسانوں کو زرعی ادویات سمیت کون کون سی اشیاء زرعی مقاصد کے لئے اپنے مقررہ نرخوں پر مہیا کرتی ہے اور کسانوں سے فصلات خصوصاً گندم بھی مقررہ نرخوں پر خریدتی ہے؟

(ج) محکمہ خوراک کون کون سی فصلات واجناس کی خریداری کرتا ہے اور دیگر اجناس کی خریداری اور فراہمی کے لئے حکومت کی کیا پالیسی ہے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یسٰین):

(الف) گندم خریداری کا بنیادی مقصد کاشتکاران کو ان کی محنت کا معقول معاوضہ دلوانا اور علاقہ میں فوڈ سکیورٹی کے تحت گندم سٹاک کرنا ہے تاکہ عام صارفین کو آٹا حکومت کے مقررہ نرخ پر

وافر مقدار میں دستیاب ہو۔ گندم خریداری کا ہدف وفاقی حکومت گزشتہ سالوں کی کھپت اور فوڈ سکیورٹی کو مدنظر رکھتے ہوئے کرتی ہے۔

(ب) محکمہ خوراک پنجاب صرف گندم کی خریداری حکومت کے مقررہ نرخ پر کرتا ہے۔

(ج) محکمہ خوراک پنجاب صرف گندم کی خریداری کرتا ہے۔

گندم کی خریداری سے متعلقہ تفصیلات

*3727: جناب **محمد ارشد ملک** (ایڈووکیٹ): کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گندم کی خریداری کے دوران حکومت کی طرف سے تحصیل کی سطح پر کمیٹیاں تشکیل دی جاتی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سنٹر انچارج اپنی مرضی سے کمیٹیاں بناتے ہیں؟

(ج) کیا کمیٹیاں میرٹ پر تشکیل دی جاتی ہیں اور ان میں کسانوں اور عوامی نمائندوں کو شامل کیا جاتا ہے؟

(د) کیا حکومت کمیٹیوں کو مزید فعال بنانے کے بارے میں کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) دوران گندم خریداری کاشتکاران کی شکایت کا ازالہ کرنے بشمول اجراء باردانہ کا جائزہ لینے کے لئے حکومت کی منظوری سے ڈی سی او صاحبان اپنے ضلع میں تین کمیٹیاں تشکیل دیتے ہیں جو کہ ضلع، تحصیل اور مرکز خریداری گندم کی سطح پر قائم کی جاتی ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

ممبران ضلعی کمیٹی

1) ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر 2) ایم پی اے
3) ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر 4) ایگزیکٹو ضلعی آفیسر (ایگریکلچر)
5) ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر 6) کاشتکاران کا نمائندہ

ممبران تحصیل کمیٹی

1) اسسٹنٹ کمشنر 2) سب ڈویژنل پولیس آفیسر
3) ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر زراعت 4) اسسٹنٹ فوڈ کنٹرولر

مصالحتی کمیٹی

1) سنٹر کوآرڈینیٹر 2) نمبر دار حلقہ موضع
3) ایم پی اے کا نمائندہ 4) انچارج سنٹر

(ب) یہ درست نہ ہے۔ تمام کمیٹیاں ڈی سی او صاحبان اپنے اضلاع میں تشکیل دیتے ہیں۔

(ج) تمام کمیٹیاں میرٹ پر تشکیل دی جاتی ہیں اور ان میں کسانوں اور عوامی نمائندوں کو شامل کیا جاتا ہے۔

(د) تمام کمیٹیاں حکومت کی منظوری کے بعد تشکیل دی جاتی ہیں، جو اپنی ذمہ داریاں احسن طریقہ سے انجام دیتی ہیں اور آج تک ان کمیٹیوں کی کارکردگی کے خلاف کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

گندم کے کوٹا سے متعلقہ تفصیلات

*3728: جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع اوکاڑہ اور ساہیوال میں واقع فلور ملز کو گندم کا جو کوٹا دیا جاتا ہے اس میں تفریق پائی جاتی ہے کیا حکومت ایک ہی ڈویژن کے دو اضلاع میں جو تفریق پائی جاتی ہے اس کو یکساں کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے آگاہ کریں؟

(ب) کیا حکومت پنجاب کے تمام اضلاع میں واقع فلور ملز کو گندم کا کوٹا یکساں بنیادوں پر دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) گندم ریلیز پالیسی 14-2013 کے مطابق ضلع اوکاڑہ اور ساہیوال کی فلور ملز کو 25 بوری فی باڈی کے حساب سے کوٹا گندم یکساں طور پر جاری کیا جا تا رہا ہے جس میں کوئی تفریق نہ تھی۔

(ب) محکمہ خوراک پنجاب کا بنیادی مقصد کاشتکاران کو ان کی محنت کا بہتر معاوضہ دلوانا اور آٹے کو حکومت کے مقرر کردہ نرخوں پر وافر مقدار میں مارکیٹ میں دستیابی کو یقینی بنانا ہے۔ اس سلسلہ میں کوٹا گندم ہر ضلع کی آبادی کو مدنظر رکھتے ہوئے ضلع کی فلور ملز کو ان کی استعداد پسائی کے مطابق بغیر تفریق کئے جاری کیا جاتا ہے۔

تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد: سرکاری گوداموں اور گندم سے متعلقہ تفصیلات

*3734: جناب جعفر علی ہوچہ: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل تاندلیانوالہ (فیصل آباد) کے سرکاری گندم کے گوداموں میں اس وقت کتنی گندم پڑی ہوئی ہے تفصیل ہر گودام کی علیٰحدہ علیحدہ دیں، یہ گندم کس کس سال کی پڑی ہے؟

(ب) ان گوداموں میں کتنی گندم ان کی storage کیپسٹی سے زیادہ ہے، تفصیل گودام وار بتائیں؟

(ج) زیادہ گندم سٹور کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) اپریل 2014 میں گندم کی خرید کا جو سیزن آنے والا ہے، ان میں جو گندم خرید کی جائے گی وہ کہاں پر رکھی جائے گی؟

(ہ) کیا حکومت اس سیزن کے آنے سے پہلے پہلے اس تحصیل کے گودام سے گندم فروخت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک (جناب بلال لیسین):

(الف) تحصیل تاندلیانوالہ کے سرکاری گوداموں میں مورخہ 2014-05-11 تک 27064.650 میٹرک ٹن گندم ذخیرہ شدہ ہے۔ اس کی گودام وار تفصیل حسب ذیل ہے، یہ گندم سکیم 2014-15 سے متعلقہ ہے۔

نمبر شمار	نام مرکز ذخیرہ گندم	گندم ذخیرہ شدہ (میٹرک ٹن)
1	تاندلیانوالہ	5600.800 میٹرک ٹن
2	کنجوانی	4974.300 میٹرک ٹن
3	ماموں کانجن	16489. 550 میٹرک ٹن
	میزان	27064.650 میٹرک ٹن

(ب) ان گوداموں میں ذخیرہ کی گئی گندم گوداموں کی storage کیپسٹی سے زائد نہ ہے۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

نمبر شمار	نام مرکز ذخیرہ گندم	استعداد ذخیرہ کاری (میٹرک ٹن)	گندم ذخیرہ شدہ (میٹرک ٹن)
1	تاندلیانوالہ	8250	5600.800
2	کنجوانی	7500	4974. 300
3	ماموں کانجن	67500	16489.550

(ج) تاحال سٹوریج کیپسٹی سے زائد گندم ذخیرہ نہ کی گئی ہے۔

(د) موجودہ سیزن میں جو گندم تحصیل تاندلیانوالہ کے مراکز ذخیرہ گندم پر خریدی جائے گی وہ وہیں پر ذخیرہ کی جائے گی۔

(ہ) سابقہ سکیم 2013-14 سے متعلقہ تمام گندم فروخت کی جا چکی ہے۔

گندم کی خریداری اور گوداموں سے متعلقہ تفصیلات

*3744: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) 2012-13 کے دوران گندم کی خریداری کا کتنا ہدف مقرر کیا گیا اور ہدف کو حاصل کرنے کے لئے حکومت نے کیا اقدامات اٹھائے؟

(ب) گندم کو سٹور کرنے کے لئے حکومت نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران کتنے نئے گودام تعمیر کئے، اگر نہیں تو کیوں؟

(ج) اس وقت صوبہ میں گندم سٹور کرنے کے لئے کل کتنے سٹور موجود ہیں اور ان میں کتنی گندم سٹور کی جا رہی ہے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) سال 2012-13 جبکہ محکمانہ سکیم 2013-14 کے دوران حکومت نے گندم خریداری کے لئے 35 لاکھ میٹرک ٹن کا ہدف مقرر کیا جو بعد میں بڑھا کر 40 لاکھ میٹرک ٹن کر دیا گیا۔ گندم خریداری کا اصل مقصد کسان کو اس کی محنت کا حکومت کے مقررہ نرخ پر معاوضہ دلوانا اور مارکیٹ میں آٹا کی حکومت کے مقررہ نرخ پر وافر مقدار میں دستیابی کو یقینی بنانا ہوتا ہے تاکہ عام صارفین کو آٹا مقررہ نرخ پر دستیاب ہو۔ مذکورہ سال میں خریداری گندم کے لئے 376 پرچیز / فلیگ سنٹر قائم کئے گئے اور گندم صرف زمینداران سے خرید کی گئی، زمینداران کی آمدہ شکایات کے ازالہ کے لئے ڈی سی او صاحبان نے اپنے اضلاع میں تین کمیٹیاں ضلع، تحصیل اور مرکز خریداری کی سطح پر بنائیں اور محکمہ خوراک پنجاب نے مقررہ ہدف کے عوض 3,675,560 میٹرک ٹن گندم خرید کی۔

(ب) جون 2010 میں 9 لاکھ میٹرک ٹن گندم ذخیرہ کرنے کی اضافی گنجائش کے لئے انٹرنیشنل فنانس کارپوریشن کی زیر نگرانی پہلے فیز میں 3,50,000 میٹرک ٹن گنجائش کے لئے فرموں کی prequalification کے لئے مارچ 2012 میں اخبارات میں اشتہار دیا گیا اور اس طرح

12 فرموں میں سے سات فرمیں محکمانہ شرائط پر پوری اتریں لیکن دسمبر 2012 میں شرائط سخت ہونے پر کسی بھی فرم نے کام کرنے سے انکار کر دیا۔ اب دوبارہ اس سکیم کی شرائط قواعد وضوابط کو عوام کی آگاہی کے لئے ملکی وغیر ملکی اخبارات میں مشتہر کیا گیا اور اس طرح اُنیس فرموں نے اظہار دلچسپی ظاہر کیا ہے جن کے کاغذات کی جانچ پڑتال جاری ہے۔

(ج) محکمہ خوراک پنجاب کو حکومت کی طرف سے صوبہ میں خوراک کی ضروریات کے لئے ہر سال تقریباً 40 لاکھ میٹرک ٹن گندم خرید کرنے کا ہدف تفویض کیا جاتا ہے جبکہ محکمہ کے پاس گندم کو ذخیرہ کرنے کی معیاری ذخیرہ کاری گنجائش 2135900 میٹرک ٹن ہے۔ یہ گنجائش ضروریات کے مطابق کافی نہ ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	قسم ذخیرہ گاہ	تعداد	کیپسٹی میٹرک ٹن
1۔	ہاؤس ٹائپ گودام	1918	1699000
2۔	سائیلوز	21	82000
3۔	بنز	1151	41400
4۔	بنی شیل	211	313500
	کل گنجائش		2135900

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

لاہور: بیمار جانوروں کا گوشت فروخت کرنے سے متعلقہ تفصیلات

81: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں مردہ اور بیمار جانوروں کا گوشت فروخت ہو رہا ہے جس سے عوام میں انتہائی مہلک امراض پیدا ہو رہے ہیں؟

(ب) کیا پنجاب فوڈ اتھارٹی ایسے قصابوں کی دکانوں کو مکمل طور پر بند کرتے ہوئے کارروائی کرتی ہے اگر کرتی ہے تو گزشتہ ایک سال میں ہونے والی کارروائی سے متعلقہ بیان فرمائیں؟

(ج) بیمار جانوروں اور پانی ملا گوشت فروخت کرنے پر پنجاب فوڈ اتھارٹی کے کون سے قوانین کے تحت مقرر کرتی ہے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) محرک نے مندرجہ بالا تحریک کے لاہور میں مضر صحت گوشت کی فروخت سے متعلق بحث کی ہے۔ پنجاب فوڈ اتھارٹی کا دائرہ کار صرف صوبہ پنجاب تک محدود ہے تاہم پھر بھی ادارہ ہذا

کی جانب سے احتیاط برتتے ہوئے فوڈ اتھارٹی کی تمام ٹیمز ضلع لاہور میں لوگوں تک تازہ اور حلال جانوروں کے گوشت کی فراہمی کے لئے اپنا کردار بڑی تندہی سے ادا کر رہی ہیں۔ پنجاب فوڈ اتھارٹی کی جانب سے ہوٹلوں میں گوشت کو چیک کیا جاتا ہے اور اس بات کی تسلی کی جاتی ہے کہ گوشت پر محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ کی سٹیمپ موجود ہو۔ باسی اور خراب گوشت کو موقع پر ضائع کر دیا جاتا ہے۔ قانونی طور پر گوشت کو چیک کرنے کی ذمہ داری محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ اور متعلقہ ضلعی حکومت کی ہے۔

(ب) وفاقی حکومت کے طے شدہ قوانین کے مطابق گوشت کی کوالٹی، ٹمپریچر اور وزن وغیرہ چیک کرنے کی ذمہ داری پنجاب اینیمل سلاٹر کنٹرول ایکٹ 1963 کے تحت محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ اور متعلقہ ضلعی حکومت پر ہے۔ مزید برآں slaughter houses متعلقہ ضلعی انتظامیہ کے تحت کام کر رہے ہیں۔

پنجاب فوڈ اتھارٹی ضلع لاہور میں عام لوگوں تک معیاری اور صاف ستھری خوراک کی فراہمی کے لئے اپنا کردار بڑی تندہی سے ادا کر رہی ہے اور کسی قسم کے تساہل کا مظاہرہ نہ ہو رہا ہے۔

(ج) قانونی طور پر گوشت کو چیک کرنے کی ذمہ داری محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ اور متعلقہ ضلعی حکومت کی ہے۔ وفاقی حکومت کے طے شدہ قوانین کے مطابق گوشت کی کوالٹی، ٹمپریچر اور وزن وغیرہ کو چیک کرنے کی ذمہ داری پنجاب اینیمل سلاٹر کنٹرول ایکٹ 1963 کے تحت محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ اور متعلقہ ضلعی حکومت پر ہے۔

صوبہ بھر میں ترپال گندم گودام سے متعلقہ تفصیلات

194: محترمہ مدیحہ رانا: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے تقریباً تمام اضلاع میں ترپال گندم گودام بنائے گئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ترپال گندم گودام بنانے کے لئے زمین کرایہ پر حاصل کی جاتی ہے؟

(ج) کیا حکومت ان ترپال گندم گوداموں کی جگہ مستقل گندم گودام بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجہ بتائیں تاکہ ہر سال ترپال گندم گودام پر خرچ ہونے والی رقم بچ سکے؟

وزیر خوراک(جناب بلال یٰسین):

(الف) جی یہ درست ہے کہ صوبہ کے تقریباً تمام اضلاع میں ٹارگٹ کے مطابق خرید کردہ گندم ضلع میں موجود گنجائش ذخیرہ سے زیادہ ہونے کی صورت میں ترپال گندم گودام بنا کر ذخیرہ کیا جاتا ہے۔

(ب) جی ہاں! ترپال گندم گودام بنانے کے لئے زمین کرایہ پر محکمہ کی طرف سے تشکیل کی گئی کمیٹی کی منظوری کے بعد کرایہ پر حاصل کی جاتی ہے۔

(ج) اس سلسلہ میں1,00,000 میٹرک ٹن گنجائش کا سائیلوز میں سے پہلے مرحلہ میں 30,000 میٹرک ٹن کے سائیلوز مانہ احمدانی ضلع ڈیرہ غازی خان کے مقام پر تعمیر کا کام جاری ہے۔ انشاء اللہ محکمہ کی پوری کوشش ہے کہ آئندہ خریداری گندم کو ان سائیلوز میں ذخیرہ کرے اور دوسرے مرحلہ میں30,000 میٹرک ٹن فاضل پور ضلع راجن پور، 40,000 میٹرک ٹن رکھ چھبیل ضلع لاہور میں 30,000 میٹرک ٹن بہاولپور کے لئے PC-1 مجاز اتھارٹی محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات نے منظوری دے دی ہے اور فنڈز بھی مختص کر دیئے ہیں ان اضلاع میں تعمیرات کا کام اس سال شروع ہو جائے گا۔ اسی طرح پرائیویٹ پبلک پارٹنر شپ(PPP) کے تحت بھی50,000 میٹرک ٹن کے ایک سائیلوز(Silos) کی تعمیر کے لئے ٹینڈر جاری کئے جا رہے ہیں۔

ضلع لودھراں میں گندم سٹور کرنے کے لئے گوداموں سے متعلقہ تفصیلات

199: جناب محمد عامر اقبال شاہ: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لودھراں میں گندم سٹور کرنے کے لئے کتنے گودام کس کس جگہ پر واقع ہیں؟

(ب) سال2012 اور2013 میں ضلع لودھراں کے لئے سرکاری ہدف گندم خریدنے کا کیا تھا کیا اس کے مطابق گندم خرید کی گئی اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) مذکورہ گوداموں میں کتنی گندم سٹور کی گئی ہے، کتنے سٹور ناکارہ ہیں اور کتنی گندم کھلی جگہ پر سٹور کی گئی؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع لودھراں میں گندم ذخیرہ کاری کے لئے گوداموں کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام مراکز خریداری
1	لودھراں
2	دھنوٹ
3	کہروڑپکا
4	دنیاپور

اس کے علاوہ ضلع لودھراں میں اوپن ذخیرہ کاری کے لئے کرایہ پر بھی گودام حاصل کئے جاتے ہیں۔

(ب) سال13-2012 اور 14-2013 ضلع لودھراں میں گندم خریداری کا ہدف اور تفصیل خریداری گندم درج ذیل ہے:

ہدف سال13-2012	خریداری سال13-2012	ہدف سال14-2013	خرید سال14-2013
94000میٹرک ٹن	75092.403میٹرک ٹن	105300میٹرک ٹن	95412.563میٹرک ٹن

دوران خریداری گندم اوپن مارکٹ میں گندم کا ریٹ حکومت کے مقررہ ریٹ سے زیادہ ہو گیا تھا اور اس لئے زمینداران کاشتکاران نے اپنی گندم محکمہ خوراک کو فروخت نہ کی جس کی وجہ سے ضلع لودھراں میں اہداف حاصل نہ ہو سکے۔

(ج) ضلع لودھراں میں سال13-2012اور14-2013میں گندم سٹور کرنے کی تفصیل درج ذیل ہے:

سال13-2012

نام سنٹر	مقدار گندم گوداموں میں میٹرک ٹن	مقدار گندم اوپن میٹرک ٹن
دنیاپور	23442.690	348.000
ذخیرہ	-	12611.760
جلہ ایٹ لودھراں	18589.480	1081.460
قطب پورایٹ دنیاپور	1292.171	8575.662

سال14-2013

نام سنٹر	مقدار گندم گوداموں میں میٹرک ٹن	مقدار گندم اوپن میٹرک ٹن
دنیاپور	25765.930	4183.370
ذخیرہ	-	16471.300
جلہ ایٹ لودھراں	12062.718	12037.455
قطب پورایٹ دنیاپور	13747.810	-
چٹ نہرایٹ کہروڑپکا	11143.980	

تفصیل ناکارہ / ناقابل استعمال گودام

1. سنٹر کہروڑپکا کی حدود میں 55عدد بنز موجود ہیں لیکن گندم سٹور کرنے کے قابل نہ ہیں۔
2. سنٹر دھنوٹ کی حدود میں 10 عدد گودام درست حالت میں موجود ہیں جن میں گندم سٹور کی جا سکتی ہے لیکن سڑک کے دونوں طرف ناجائز قابضین نے دکانوں کے آگے تھڑہ جات / ناجائز تجاوزات قائم کر رکھے ہیں جس کی وجہ سے گاڑیاں گزرنا ممکن نہ ہیں اس لئے گندم سٹور نہ کی جا سکتی ہے۔

ساہیوال ڈویژن میں فلور ملز سے متعلقہ تفصیلات

246: جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ساہیوال ڈویژن میں کتنی فلور ملز ہیں باڈی وار آگاہ کریں؟

(ب) ان فلور ملز کو مالی سال 13-2012 اور 14-2013 کے دوران کتنی گندم فراہم کی گئی اور کس شرح سے گندم کا کوٹا جاری کیا گیا؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ساہیوال ڈویژن کے دو اضلاع ساہیوال اور پاکپتن کو اوکاڑہ ضلع سے کم کوٹا گندم جاری کیا جاتا ہے؟

(د) کیا حکومت ضلع اوکاڑہ کی طرح ان اضلاع کو برابر کوٹا دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) ساہیوال ڈویژن میں 35 فلور ملز ہیں جن کی باڈیز وار تفصیل کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب)

I دوران سال 13-2012 ساہیوال ڈویژن کی فلور ملز کو بحساب 25-30 بوری فی باڈی یکساں طور پر جاری کیا گیا اور کل 175147.68 میٹرک ٹن گندم جاری کی گئی۔

II دوران سال 14-2013 ساہیوال ڈویژن کی فلور ملز کو بحساب 25-30 بوری فی باڈی یکساں طور پر جاری کیا گیا اور کل 124096.30 میٹرک ٹن گندم جاری کی گئی۔

(ج) یہ درست نہ ہے کیونکہ ساہیوال ڈویژن کے تمام اضلاع میں محکمانہ پالیسی کے مطابق یکساں طور پر کوٹا گندم جاری کیا گیا۔

(د) پنجاب کے تمام اضلاع میں محکمانہ پالیسی کے مطابق فلور ملز کو یکساں طور پر کوٹا گندم جاری کیا جاتا ہے اور حکومت اس سلسلہ میں اپنی پالیسی تبدیل کرنے کا ارادہ نہ رکھتی ہے۔

جناب سپیکر: سردار اصغر جھلوانہ وائس صدر پاکستان مسلم لیگ(ن) جرمنی کو ہاؤس کی گیلری میں تشریف لانے پر خوش آمدید کہتے ہیں۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: چودھری عبدالرزاق ڈھلوں صاحب مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پچھلی دفعہ اجلاس میں محکمہ فوڈ سے متعلق سوال pending ہوا تھا میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں! آپ کی مہربانی پھر بات سنوں گا۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں جواب پوچھنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی پھر بعد میں پوچھ لینا۔

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

مسودہ قانون (دوسری ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب 2014 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! میں

The Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2014 (Bill No. 28 of 2014.)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

توجہ دلاؤ نوٹسز

جناب سپیکر: جی، رپورٹ پیش کر دی گئی۔ اب ہم توجہ دلاؤ نوٹسز لیتے ہیں۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس میاں طارق محمود صاحب کا ہے۔

ضلع گجرات: تھانہ جلال پور جٹاں میں دن دہاڑے ڈکیتی کی واردات سے متعلقہ تفصیلات

634: میاں طارق محمود: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 14۔ ستمبر 2014 ضلع گجرات کے مقامی روزنامہ کی "خبر" کے مطابق تھانہ صدر جلال پور جٹاں ضلع گجرات کے رہائشی حاجی حیات کے گھر دن دہاڑے ڈکیتی کی واردات ہوئی جس میں ڈاکو پچاس تولے زیور، بیس ہزار یورو اور دس لاکھ نقدی لوٹ کر لے گئے؟

(ب) مذکورہ واقعہ کا مقدمہ درج ہونے کے بعد اب تک کیا پیشرفت ہوئی، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے لیکن اصل حقیقت یہ ہے کہ ضامن آئر لینڈ 1۔ مہدی خان 2۔ محمد نواز مدعی مقدمہ دونوں ایک گاؤں کے باشندے ہیں اور آپس میں ان کے بڑے اچھے تعلقات ہیں اور ایک دوسرے کے گھر میں آنا جانا ہے۔ چودھری محمد حیات سے بذریعہ ٹیلی فون رابطہ کر کے اس کی اجازت سے مورخہ 11۔ ستمبر 2014 کو بوقت قریب 10:00 بجے رات ان کے مین گیٹ سے گھر میں داخل ہوئے اور بیٹھک میں بیٹھ کر چائے وغیرہ پی اور چائے پینے کے بعد ان کے آپس میں تعلقات خراب ہوئے اور پھر اس کے بعد یہ واردات ہو گئی۔ مورخہ 12۔ ستمبر 2014 مسمی محمد حیات ولد فضل داد قوم گجر سکنہ جیت پور تحریری درخواست پر تھانہ صدر جلال پور جٹاں میں مقدمہ نمبر 374 بجرم 398 ت پ درج رجسٹرڈ ہوا۔ جس کی تفتیش ایس آئی شبیر حسین کے حوالے کی ہوئی ہے اور تفتیش ابھی تک جاری ہے۔

(ب) مورخہ 14-09-12 کو مدعی نے بیان تتمہ دیا جس میں ایک اور ملزم عمران اصغر کو بھی نامزد کیا تین کس گواہوں کے بیانات کے زیر دفعہ 161 ض ف تحریر کی گئی دریافت عام کی گئی

ملاحظہ موقع کر کے نقشہ موقع نظری بلاسکیل مرتب کیا گیا فوری طور پر ملزموں کے گھروں پر ریڈ کئے گئے۔13-09-2014 مدعی مقدمے کے موبائل فون کے ڈیٹا CDR کے لئے درخواست دی گئی جو کہ موصول ہو چکی ہے مورخہ 15-09-2014 کو ملزموں کے گھروں پر دوبارہ ریڈ کئے گئے۔ ملزم کے موبائل کی direction سے یہ پتا لگتا ہے کہ ملزم کسی پشاور کے علاقے میں اس وقت موجود ہے۔ ملزم وارنٹ گرفتاری مورخہ 26-09-2014 کے عدالت مجسٹریٹ صاحب سے حاصل کئے جا چکے ہیں۔ مقدمہ ہذا میں انٹر چالان مورخہ 27-09-2014 کو عدالت بھیجوایا جا چکا ہے۔امید کرتے ہیں کہ جلد از جلد ملزم گرفتار کر کے مال مسروقہ برآمد کر کے مقدمہ اصل حقائق کی روشنی میں یکسو کیا جائے گا۔

جناب سپیکر!اس سلسلے میں پولیس افسران کو آج میں نے بلایا تھا اور انہوں نے پوری تفصیل کے ساتھ بتایا کہ دونوں پارٹیوں کی criminal history ہے، یہ ایک ہی گاؤں کے رہنے والے ہیں، ان کی آپس میں دوستی تھی اور ایک دوسرے کے پاس آنا جانا تھا۔ایک دفعہ جب اس معاملے کی تفتیش ہو گی تو اس کے بعد ہی ہمیں پتا چلے گا کہ کیا واقعہ ہوا ہے۔انہوں نے ایک دم گھر کے اندر جا کر لوٹ مار کیوں کی، پولیس ذرائع کے مطابق ابھی تک ملزمان پشاور میں موجود ہیں اور ان ملزمان پر کڑی نظر رکھی ہوئی ہے، جوں ہی یہ علاقہ میں آئیں گے ان کو گرفتار کر لیا جائے گا۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے کافی تفصیل سے جواب دیا ہے، ان کے بتانے سے پتا چلتا ہے کہ انہوں نے خود بھی پولیس افسران سے گفتگو کی ہے۔ وزیر موصوف صرف یہ بتا دیں کہ یہ ملزمان صرف اس واقعہ میں ملوث ہیں یا اس سے پہلے بھی اشتہاری ہیں؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! یہ اس سے پہلے بھی اشتہاری ہیں، ان کی ایک لمبی criminal history ہے اور کافی مقدمات میں یہ پیش بھی ہو چکے ہیں اور ان کی ضمانت بھی ہو چکی ہے، ان کی پرانی تاریخ آ رہی ہے اور دونوں پارٹیوں کی آ رہی ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! پھر تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اشتہاری بھی تھے criminal بھی تھے اس کے باوجود انہوں نے دن دہاڑے ان کے گھر میں آ کر یہ سب کچھ کیا ہے، میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ پھر گجرات میں کیا ہو رہا ہے، اس کی تفصیل تو مجھے بتائیں؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! دونوں پارٹیاں ہی criminal ہیں اور انہوں نے خود اس کو invite کیا ہے کہ آپ میرے پاس آ کر چائے پی لیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! کسی criminal کو بلا کر کوئی اپنا گھر لٹاتا ہے؟ پنجاب سب سے بڑا صوبہ ہے اور اس میں یہ حالت ہے، بڑے افسوس کی بات ہے، انہوں نے جو کیس درج کروایا ہے اس کے بعد سارا کچھ آپ کے سامنے آ گیا ہے۔ اب کم از کم وقت میں یہ ملزم arrest ہونے چاہئیں، اس کے علاوہ گجرات میں لاء اینڈ آرڈر کی situation ٹھیک ہونی چاہئے۔ اگر میں یہ پوچھوں کہ اس وقت گجرات کے کتنے ایسے اشتہاری ہیں جو بیرون ممالک میں بیٹھے ہوئے ہیں؟ اگر پوری بات کا اندازہ لگایا جائے تو آپ کو اس سے بڑی حیرانی ہو گی، نہ صرف حیرانی ہو گی بلکہ غور طلب بات بھی ہو گی۔

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! معزز ممبر کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں یہاں پر اس وقت شاید exact number نہ دے سکوں، اگر آپ چاہیں تو کل وہ number بھی میں آپ کو دے دوں گا لیکن اتنا مجھے پتا ہے کہ آپ کے جو اشتہاری ملزمان ہیں ان میں سے کافی لوگ اس وقت اٹلی، یو کے اور یونان میں موجود ہیں۔ اس کے باوجود اگر آپ اس کی تفصیل چاہتے ہیں تو وہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ میں اسمبلی میں پیش کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: اگلا توجہ دلاؤ نوٹس چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے ہے جس کا نمبر 635 ہے۔ جی، چیمہ صاحب!

سرگودھا: بھاگٹانوالہ میں پولیس کے ہاتھوں طالب علم کی ہلاکت سے متعلقہ تفصیلات

635: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ 2014-10-17 کی خبر کے مطابق سرگودھا بھاگٹانوالہ پولیس نے فائرنگ کر کے بی کام کا طالب علم قتل کر دیا اور موقع سے فرار ہو گئے؟

(ب) کیا اس واقعہ کا مقدمہ درج کر لیا گیا ہے، تفتیش اور ملوث افراد کی گرفتاری میں اب تک کیا پیشرفت ہوئی ہے، ایوان کو مکمل تفصیلات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! اس واقعہ پر مجھے بھی بڑا افسوس ہوا ہے، معزز ممبر نے اس پر جو تشویش ظاہر کی ہے، میں بھی اس معاملے میں آپ کے ساتھ ہوں اور میری ہمدردیاں بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ واقعہ یوں ہوا ہے کہ ایک source سے رپورٹ آئی کہ اس علاقہ میں کچھ اشتہاری بیٹھے ہوئے ہیں۔ پولیس نے اس سلسلہ میں ایک ٹیم تشکیل دی اور تقریباً

بارہ بجے دن وہاں پر raid کیا، اشتہاری تو وہاں پر نہیں تھے یہ لڑکا جو اس واقعہ میں ہلاک ہو گیا ہے، یہ وہاں پر بھینسوں کو چارا ڈال رہا تھا، اس نے جب دیکھا کہ پولیس والے اندر آ گئے ہیں تو یہ ڈر کے مارے بھاگا ہے، جب یہ بھاگا ہے تو پولیس نے یہ سمجھا کہ شاید یہ اشتہاری ملزم بھاگ رہا ہے، انہوں نے اوپر سے فائر کیا ہے جس سے یہ لڑکا ہلاک ہو گیا۔ یہ اس واقعہ کا brief ہے جو میں نے آپ کو بتا دیا ہے۔

جناب سپیکر: یہ دن کے کتنے بجے کا واقعہ ہے؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! یہ بارہ بجے دن کا واقعہ ہے۔ اس واقعہ کا مقدمہ نمبر 334 مورخہ 14-10-12 بجرم 34/302 ت پ تھانہ بھاگٹانوالہ میں رجسٹرڈ کیا گیا ہے جو کہ ان پولیس ملزمان کے خلاف درج ہو چکا ہے۔ بحکم نمبر 270A3/17 مورخہ 14-10-14 کو متذکرہ بالا پولیس ملزمان کو معطل کر کے ذکاء اللہ شہید پولیس لائنز سرگودھا میں بند کر دیا گیا ہے۔ ملزمان کے خلاف چارج شیٹ دے دی گئی ہے اور ملازمت سے ان کو معطل کر دیا گیا ہے۔ عاشق علی ڈی ایس پی، ایس ڈی پی او صدر سرکل کو انکوائری آفیسر مقرر کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: معطل کیا گیا ہے یا dismiss کیا گیا ہے؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! فی الحال معطل کیا گیا ہے۔ اس وقوعہ میں ملوث اعزاز خالد اے ایس آئی، محمد خالد c/1551، محمد عدنان 3360 ملوث ہیں۔ ان تین ملزمان میں سے دو already arrested ہیں اور تیسرے نے ضمانت بعدالت جناب ساجد علی اعوان ایڈیشنل سیشن جج سرگودھا سے منظور کروالی ہے، اس کی ضمانت پرسوں ختم ہو رہی ہے امید ہے کہ اس کو بھی پرسوں arrest کر لیا جائے گا۔ اس معاملے پر پہلے ہی انکوائری ہو رہی ہے، اب ان تینوں کے خلاف مقدمہ درج ہو گا اور انشاء اللہ تعالیٰ پورا انصاف ملے گا۔ جو لڑکا اس میں شہید ہوا ہے ان کے لواحقین کو اس کا پورا انصاف ملے گا۔ انکوائری رپورٹ آنے تک اس کی پوری تفصیل ہمیں مل جائے گی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میری اس سلسلہ میں ایک مؤدبانہ گزارش ہے کہ ابھی وزیر موصوف نے بتایا ہے کہ وہاں پر یہ اطلاع تھی کہ کچھ اشتہاری وہاں پر موجود ہیں اور ملزمان کو پکڑنے کے لئے وہاں پر پولیس کا raid کیا گیا۔ جب اس طرح کے police raid ہوتے ہیں تو اس میں کسی سینئر پولیس آفیسر کی ڈیوٹی لگائی جاتی ہے انسپکٹر level کی raid forces کرنے کے لئے جاتی ہیں۔ یہاں پر تو صرف ایک ڈرائیور ایک کانسٹیبل اور ایک اے ایس آئی raid کرنے کے لئے گئے ہیں، وزیر موصوف

فرما رہے ہیں کہ یہ ایک بہت بڑا raid تھا اور اسی حوالے سے پولیس والے گئے تھے، میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کوئی raid نہیں تھا، انہیں کسی اور پر شک تھا ان کے پاس monthly لینے گئے تھے، یہ لڑکا وہاں پر کھیتوں میں کام کر رہا تھا، اس کے گھر گھسے اور ان سے کہا کہ ہمیں پیسے دو، انہوں نے کہا کہ ہم کس بات کے پیسے دیں، ہم تو غریب لوگ ہیں۔

جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ یہ نہایت غریب لوگ ہیں اور بڑی مشکل سے انہوں نے اپنے اس بیٹے کو پڑھایا تھا، کچا سا ان کا گھر ہے اور بی کام کا یہ طالب علم تھا، پولیس والوں نے جب اس کے والد سے پیسے مانگے تو انہوں نے کہا میرے پاس تو کچھ نہیں ہے، یہ لڑکا اس وقت کھیتوں میں تھا تو انہوں نے کہا اس سے پوچھ لو، اس سے لے لو۔ وہاں پر پولیس والا گیا اور لڑکا پولیس کو دیکھ کر وہاں سے بھاگا ایک کانسٹیبل نے پیچھے سے اس پر فائر کھول دیا اور وہ وہیں پر شہید ہو گیا۔

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ سرگودھا پولیس نے، وہاں کے ڈی پی او نے اصل حقائق وزیر صاحب کو ابھی تک نہیں بتائے اور اس وقت بھی پولیس والے اپنے پیٹی بند بھائیوں کی مدد فرما رہے ہیں۔ ان کو تو ابھی تک just suspend کیا گیا ہے، پولیس خود مانتی ہے کہ یہ ملزم ہیں اور پرچہ بھی درج ہو چکا ہے، پرچہ بھی درج نہیں ہو رہا تھا لوگوں نے وہاں پر احتجاج کیا road block کیا، احتجاج کیا گیا پھر کہیں جا کر پرچہ درج ہوا، جب میڈیا آیا roads block ہوئے تو پھر میڈیا کے pressure سے ایف آئی آر درج کی گئی۔

جناب سپیکر! میری وزیر موصوف سے humble request ہے کہ وہ اس کو personally لیں۔ یہ ایک ایسے طالب علم کے ساتھ ظلم ہوا ہے جس کے ماں باپ محنت مزدوری کر کے، مشکل سے اسے پڑھا رہے تھے لیکن آج ان کا بچہ اس دنیا میں نہیں ہے۔ ان کی مالی امداد بھی کی جائے اور وزیر موصوف اس سارے معاملے کو personally دیکھیں کیونکہ سرگودھا پولیس پر ہمیں بھروسہ نہیں ہے۔ وہ اپنے پیٹی بند بھائیوں کو بچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آج تو اس پر مقدمہ کیا گیا ہے، ایک دو مہینے بعد جب اس کی آواز دب جائے گی تو automatically وہ ملازمین بحال بھی ہو جائیں گے، بری بھی ہو جائیں گے اور سب کچھ ہو جائے گا۔ وہ غریب لوگ ہیں وہ کیس کو pursue کر سکتے ہیں اور نہ ہی وہ عدالتوں میں جا سکتے ہیں اس لئے اس سلسلے میں حکومت کو personally دیکھنا چاہئے۔ جب یہ معاملہ prosecution میں جائے تو prosecution کے لئے بھی حکومت اس کے لئے special prosecutor مقرر کرے تاکہ اس کیس کو proper pursue کیا جا سکے۔ شکریہ

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! میں نے تو اس سوال کا جواب دینے سے پہلے مذمت بھی کی اور میں نے آپ سے ہمدردی کا اظہار بھی کیا۔ آپ اس کی انکوائری رپورٹ آنے دیں، ایک دفعہ انکوائری رپورٹ آئے گی تو اس سے ہمیں کافی تفصیل پتا چل جائے گی اور جس طرح آپ نے کہا کہ میں اس کیس کی نگرانی کروں، میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ یہ معاملہ اب میرے نوٹس میں آ چکا ہے اس کو میں follow کروں گا اور آپ کو انشاء اللہ تعالیٰ اس کے results بھی دوں گا۔

جناب سپیکر: اس کیس کی انکوائری کون کر رہا ہے؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! عاشق علی، ڈی ایس پی سول سرکل۔

جناب سپیکر: یہ انکوائری کر رہے ہیں یا انوسٹی گیشن کر رہے ہیں؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! یہ اس پورے کیس کی انکوائری کر رہے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ متعلقہ ڈی ایس پی ہیں، یہ اس کیس کی انکوائری کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: پھر یہ تو ٹھیک نہیں ہے۔ اگر آپ انکوائری کرانا چاہتے ہیں تو میرے خیال میں کسی اور ایجنسی سے کرائیں۔

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! کرا دیں گے۔ یہ جو بھی چاہتے ہیں اس کے مطابق ہو گی۔

جناب سپیکر: خانزادہ صاحب! آج اجلاس ختم ہونے کے بعد آپ یہیں ہیں یا کہیں جانا ہے؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! میں آج نہیں ہوں گا۔ میں اسی کے لئے آیا تھا اور ابھی چلا جاؤں گا لیکن میں اسے کر کے آپ کو بھی آگاہ کروں گا اور چیمہ صاحب سے بھی میری بات ہو جائے گی۔

MR SPEAKER: For sympathetic consideration.

MINISTER FOR ENVIRONMENT PROTECTION/HOME (Col (Retd) Shuja Khanzada): Mr Speaker! I am with you on that. Mr Cheema! I am with you on that.

چودھری عامر سلطان چیمہ: بہت بہت شکریہ کہ آپ نے ذاتی interest لیا۔ مجھے امید ہے کہ اس کا اچھا رزلٹ نکلے گا اور مظلوموں کو انصاف ملے گا۔

جناب سپیکر: انشاء اللہ، اللہ خیر کرے گا۔ قانون سے بالاتر کوئی نہیں ہو سکتا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ بہت زیادتی ہوئی ہے۔ وہ غریب لوگ بڑی مشکل سے بچے کو پڑھا رہے تھے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: تحریک استحقاق نہیں ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اللہ اکبر یا اللہ خیر۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! چونکہ منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اس لئے میں موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے اس ایوان کے بڑے محترم ممبر اسمبلی رانا جمیل صاحب کو اغواء ہوئے آج آٹھ ماہ کا عرصہ ہو چکا ہے۔ ہم یہاں پورے پنجاب کی عوام کی آواز بنے بیٹھے ہیں لیکن کتنے دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ ہمارے ایک اپنے ساتھی معزز ممبر کا پچھلے آٹھ مہینے سے کوئی اتا پتا نہیں کہ اس کے ساتھ ہو کیا رہا ہے؟ کتنی بے حسی اور دکھ کی بات ہے کہ ہمیں یہاں آکر کسی قسم کا کوئی پتا نہیں کہ ان کے ساتھ ہو کیا رہا ہے، حکومت کسی کے ساتھ بات کر رہی ہے اور ڈھونڈ رہی ہے؟ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ اس پارلیمنٹ کا ایک منتخب ممبر ہے اور ایک منتخب ممبر بازیاب نہیں ہو سکتا، ایک منتخب ممبر موٹر وے پر جاتا ہوا راستے میں اغواء ہو سکتا ہے۔ اس کا کچھ پتا نہیں اور ہم ہی اس کا احساس نہیں کر رہے، اس کا کوئی پُرسان حال نہیں ہے اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی ذمہ داری بنتی ہے چونکہ آپ اس ایوان کے Custodian ہیں، اس ممبر اسمبلی کے مستقبل کے بارے میں اس کے بچوں اور بیوی کو کیا جواب دیا جائے؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! روزوں میں رانا صاحب کو موٹر وے سے اغواء کیا گیا تھا، تقریباً ایک ماہ ہوا ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے مجھے اس کیس پر بتایا کہ آپ

اس کیس میں مدد کریں۔ جہاں تک اس کی تفصیل ہے میں نے اس پر کافی کام کیا ہے اور میری across the border بھی لوگوں سے بات ہو گئی ہے۔ اس وقت رانا صاحب ممند ایجنسی میں ہیں اور یہ ایجنسی across the border ہے، کل رات تقریباً 11:00 بجے بھی میری رانا صاحب سے ٹیلیفون پر بات ہوئی تھی، TTP کے کمانڈر احسان اللہ احسان نے انہیں اغواء کیا ہے اس سے بھی میری بات ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: آپ ہمیں ایسے بتائیں کہ وہ آ رہے ہیں اور کتنے عرصے میں آ جائیں گے؟ ہم آپ کو یہ نہیں کہتے کہ کیا طریقہ اختیار کریں؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! میں ایوان کو یہ آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ اتنا آسان نہیں ہوتا، جب کوئی یہاں سے اغواء ہو جاتا ہے اور افغانستان میں ہوتا ہے تو آپ کی وہاں پر jurisdiction نہیں ہوتی اس لئے میں اس کی complication کے بارے میں پورے ایوان کو confidence میں لینا چاہتا ہوں۔ وہ ہمارے معزز ممبر ہیں ہم چاہتے ہیں کہ وہ ہمارے پاس آکر بیٹھیں اور ایوان میں participate کریں۔ ابھی اس کیس کی نوعیت یہ ہے کہ ہم نے مولانا سمیع الحق صاحب اور مولانا یوسف شاہ صاحب کی مدد لی ہے۔ انہوں نے پہلے کہا تھا کہ جماعت اسلامی کے through آئیں تو میں نے امیر جماعت اسلامی سے بھی بات کی تھی، پروفیسر ابراہیم صاحب سے بھی میری بات ہوئی تھی انہوں نے بھی بیچ میں بڑی کوشش کی تھی۔ ہماری آپس میں جو بات چیت ہے وہ انتہائی اہم stages پر آ گئی ہے، میں ابھی ایک بجے وزیر اعلیٰ صاحب کو بھی brief کر رہا ہوں چونکہ انہوں نے مجھے اسی لئے بلایا ہے اور شاید میں ایک دو دن میں ادھر ہی چلا جاؤں۔ یہ نہیں کہ اس پر کام نہیں ہو رہا بلکہ اس پر چوبیس گھنٹے نگرانی ہو رہی ہے ہم کام کر رہے ہیں لیکن یہ مسئلہ کافی complicated ہو جاتا ہے جس نے رانا صاحب کو اغواء کیا تھا اس نے آگے کسی اور کے پاس بھیج دیا، عیسیٰ نامی کے والد، بھائی اور سارے رشتہ دار ہمارے پاس قید میں پڑے ہیں، عیسیٰ انہیں لینے کے لئے افغانستان گیا لیکن انہوں نے اس کو بھی وہیں بٹھا لیا۔ ہم چاہتے ہیں کہ ٹھیک ہے دس یا پندرہ دن اور لگ جائیں لیکن رانا صاحب خیر خیریت سے آ جائیں۔ اس میں complications کی وجہ سے تھوڑی تاخیر ہوتی ہے لیکن کافی issues sort out ہو گئے ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ رانا صاحب جلدی اس ایوان میں ہوں گے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے، پہلی تحریک التوائے کار نمبر 890 ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 897 اور 898 محترمہ ناہید نعیم صاحبہ کی طرف سے ہیں لیکن یہ suspend ہیں اس لئے یہ دونوں تحاریک التوائے کار pending کی جاتی ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 901 شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے یہ 27-10-2014 تک pending ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 902 ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ تحریک التوائے کار بھی dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 909 شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، شیخ صاحب!

صوبہ میں شادی ہالوں کی لوٹ مار اور ٹیکس کی ادائیگی میں کمی کا رجحان

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ تحریک پڑھنے سے پہلے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ جو میں عرض کرنے لگا ہوں یہ اس وقت ہمارے لوگوں کا اور خاص طور پر mediocre کا ایک انتہائی اہم معاملہ ہے جو اس وقت والدین برداشت کر رہے ہیں۔ میں چاہوں گا کہ جب میں یہ تحریک پڑھ دوں تو آپ اس پر ہمدردانہ غور فرما کر اس پر ایوان میں بحث کے لئے اجازت دے دیجئے گا۔ آپ کو یاد ہو گا کہ جب اسی ایوان میں مہربانی ہوئی تھی اور آپ نے شادی بیاہ کے معاملے میں دس بجے والی قرارداد پاس کی تھی تو اس سے لوگوں کو کتنا relief ملا تھا۔

میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب کے ہر بڑے چھوٹے شہر بالخصوص لاہور، راولپنڈی، فیصل آباد، ملتان حتیٰ کہ تمام شہروں میں جہاں شادی ہالز ہیں جن نرخوں پر شادی بیاہ اور ولیمہ کی تقریبات مہیا کر رہے ہیں وہ ناقابل یقین حد تک عوام پر ظلم ہے۔ آج کچھ شادی ہال لاہور میں چار ہزار روپے فی کس تک وصول کر رہے ہیں۔ ون ڈش کا دور دور تک کوئی پتا نہ ہے چاہے 36 ڈشوں کا ڈنر یا لنچ لینا ہو حاضر ہے لیکن اس کی قیمت ہے۔ ایک عام شادی ہال بھی -/1600 روپے فی کس سے کم پر کوئی تقریب کرنے کو تیار نہ ہے۔ مہنگائی کے خلاف وزیر اعلیٰ کا عزم اور محنت یقیناً

قابل تحسین ہے لیکن اس کو صرف سبزی منڈی، فروٹ منڈی تک ہی محدود نہیں رہنا چاہئے تھا اور المیہ ہے کہ دوسرے بے شمار اخراجات جو ایک عام آدمی صبح سے رات تک کرنے پر مجبور ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے ادھر منڈی کے لفظ تو نہیں لکھے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر کہیں ان کی پرنٹ کی غلطی ہے تو چونکہ میں محرک ہوں اس لئے صحیح کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ اور المیہ ہے کہ دوسرے بے شمار اخراجات جو ایک عام آدمی صبح سے رات تک کرنے پر مجبور ہے سے من مانے دام بغیر کسی خوف اور جھجک کے وصول کئے جا رہے ہیں۔ صوبہ میں بڑھتی ہوئی آبادی اور نوجوانوں کی تعداد 65 فیصد ہونے کا منطقی نتیجہ یہی نکلنا تھا کہ آج ایک عام شادی ہال یا کوئی بھی Three star, Four Star & Five Star Hotel ایک دن میں چار سے پانچ تقریبات منعقد کر رہے ہیں۔ ان تمام شادی ہالوں اور ہوٹلوں کے کسی محکمے کے پاس کسی ٹیکس کا کوئی ریکارڈ نہ ہے چونکہ ان کا تمام کاروبار ہی کھانا پیٹ میں، رقم ہال مالکان کی جیب میں، ثبوت نہ وجود (undocumented economy) کا شاہکار ہے۔ حال ہی میں بننے والی پنجاب ریونیو اتھارٹی کیا ان شادی ہالوں سے ان کی اصل آمدنی پر ٹیکس وصول کر سکے گی؟ یہ ناممکن ہے۔ اسی طرح اور بے شمار ایسے کاروبار جن سے عوام کو شب و روز مجبوراً واسطہ پڑتا ہے لیکن مناسب نرخوں پر ان شادی ہالوں کو (premises usage) اور کھانے پینے کے اخراجات کو علیحدہ علیحدہ بتانا لازم ہونا چاہئے جو کہ کیٹرنگ کی مد میں 500 فیصد تک منافع کما رہے ہیں میں یہ پوری ذمہ داری سے عرض کر رہا ہوں کہ 500 فیصد تک منافع کمایا جا رہا ہے اور آؤٹ ڈور کیٹرنگ سے 1000 فیصد سے بھی زائد کمایا جا رہا ہے اور جو کچھ ان میں ہو رہا ہے وہ ایک علیحدہ لمبی داستان ہے۔ عوام کے مفاد کے نگہبان معزز ایوان میں یہ مسئلہ فوری زیر بحث لانا انتہائی ضروری ہے کیونکہ اس سے براہ راست والدین اور عوام شدید اضطراب کا شکار ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! میں ایک اور المیہ بتادوں کہ شادی ہال والے اتنے powerful ہیں کہ انہوں نے پنجاب ریونیو اتھارٹی سے بھی پانچ فیصد سیلز ٹیکس منوا لیا ہے جو کہ سولہ فیصد تھا۔ میں نے خود چیئرمین سے بات کی اور انہوں نے کہا کہ ہاں ہم نے پانچ فیصد کر دیا ہے۔ یہ لوگ پانچ فیصد ٹیکس دے

رہے ہیں جبکہ ہزار فیصد کمار ہے ہیں۔آپ اس تحریک التوائے کار پر جواب لئے بغیر limine میں بحث کی اجازت دے دیں۔آپ کو اس کا اختیار ہے۔آج آپ یہ کام کر ہی دیں۔آپ اس تحریک التوائے کار پر بحث کی اجازت دے دیں اس سے بہت بھلا ہو گا۔میں اس پر تجاویز دوں گا۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! اس تحریک التوائے کار کا جواب تو لینے دیں۔

شیخ علاؤالدین: گوندل صاحب بالکل جواب دیں۔ میں اس تحریک التوائے کار کے حوالے سے اپنی تجاویز دوں گا جس سے اس ایوان کو دُعاؤں کا سمندر ملے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا مفصّل جواب موصول نہیں ہوا۔اس میں چونکہ دو تین محکمے involve ہیں اور ابھی صرف ایک محکمہ کی طرف سے جواب آیا ہے۔ مفصّل جواب آنے پر انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی وساطت سے اس ایوان کو آگاہ کیا جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کا اختیار ہے کہ آپ اس تحریک التوائے کار پر بحث کی اجازت دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ کیا فرما رہے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آج آپ ایک تاریخی order کر دیں۔اس تحریک التوائے کار کو limine میں کہہ دیں کہ منظور ہے لہذا اس پر بحث کی جائے۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس تحریک التوائے کار کا جواب آ لینے دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! گوندل صاحب میرے بھائی ہیں اور وہ بھی اس کو بُھگت رہے ہوں گے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! اس کا جواب آنے دیں۔یہ آپ کے فائدے میں ہو گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرے فائدے میں تو یہی ہے کہ آپ اس تحریک التوائے کار کو limine میں بحث کے لئے منظور کر لیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میں جب بھی اس تحریک التوائے کار پر order کروں گا تو آپ کے فائدے میں ہی کروں گا۔ Don't worry

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب سپیکر: گوندل صاحب! کیا اس تحریک التوائے کار کو Monday تک کے لئے pending کر دیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا مفصّل جواب منگوانا ہے اس لئے اس تحریک التوائے کار کو Monday سے آگے رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آج آپ اچھے موڈ میں ہیں لہذا اپنی powers استعمال کرتے ہوئے اس تحریک التوائے کار کو بحث کے لئے منظور کریں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ یہ شادی ہال والے، تھری سٹار اور فور سٹار ہوٹلوں والے والدین کے ساتھ کیا کچھ کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو آپ اگلی جمعرات تک کے لئے pending فرما دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آج کل یہ قوم تو اب اس کارڈ پر جانا چاہتی ہے کہ جہاں لمبی لمبی dishes ملیں ورنہ باقی لوگوں کو کہہ دیتے ہیں کہ میں تو ڈاکٹر کے پاس جا رہا ہوں حالانکہ یہ کسی اور کھانے پر جا رہے ہوتے ہیں۔ آپ اس تحریک التوائے کار کو جواب لئے بغیر limine میں بحث کے لئے منظور کر لیں۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو Wednesday تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: گوندل صاحب! آپ بھی کہہ دیں کہ اس تحریک التوائے کار کو منظور کر لیا جائے۔ تُسیں وی کچھ خُدا دا خوف کرو۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو منظور کرنے کے لئے گوندل صاحب سے پوچھنا کوئی ضروری نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر گوندل صاحب بھی میرے ساتھ آپ کو درخواست کر دیتے تو ہو سکتا ہے کہ آپ کا دل پسیج جاتا ویسے تو مشکل ہی ہے۔

جناب سپیکر: میں نے اس تحریک التوائے کار پر لکھ دیا ہے کہ یہ important ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 911/14 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ اس میں جناب نے کیا گل کھلائے ہیں؟

صوبہ کے میڈیکل کالجوں میں خلاف قواعد داخلوں کا انکشاف

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ بھی اتفاق ہے کہ آپ میرے گلوں سے خوش ہوتے ہیں۔ شکریہ

میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ Pakistan Medical & Dental Council(PMDC) نے ایسے تمام میڈیکل کالج جنہوں نے Admission Rules کی خلاف ورزی کی ہے، ایسے تمام طلباء و طالبات جن کو over & above داخلے دیئے گئے ہیں ان کے تمام داخلوں کو غیر قانونی قرار دے دیا ہے جس سے سینکڑوں طلباء و طالبات کا مستقبل خطرے میں پڑ گیا ہے۔ PMDC نے ساہیوال میڈیکل کالج کی رجسٹریشن بھی خارج کر دی ہے اور اس طرح تین سو طلباء و طالبات کا مستقبل اندھیرے میں ڈوب گیا ہے۔ آٹھ ایسے کالج جنہوں نے داخلہ قوانین کی خلاف ورزی کی ہے، ان کے طلباء کا کیا بنے گا جس میں نواز شریف میڈیکل کالج گجرات، راولپنڈی میڈیکل کالج راولپنڈی، پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد شامل ہیں۔ ان کالجوں میں 325 طلباء داخل کئے گئے جبکہ سیٹیں صرف 250 تھیں---

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب! اپنی بات جاری رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے سمجھ ہی نہیں آئی اور یہ in transit ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی تحریک پڑھنے میں مصروف تھے۔ بس اچانک ہو گیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ تو during the flight ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ اپنی تحریک التوائے کار مکمل کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! نشتر میڈیکل کالج نے بھی 325 طلباء داخل کئے جبکہ سیٹیں 250 تھیں۔ قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور نے 25 طلباء زائد داخل کئے۔ سروسز انسٹیٹیوٹ آف میڈیکل کالج لاہور نے 50 زائد طلباء داخل کئے۔ شیخ زید میڈیکل کالج رحیم یار خان نے 50 زائد طلباء داخل کئے۔

طلباء یا ان کے والدین کو کچھ علم ہی نہ تھا کہ یہ سب کچھ کیسے ہوا؟ پچھلے سال بھی PMDC نے over & above admission کے فی طالب علم کو 50 ہزار روپے جرمانہ کر کے one time regularize کیا تھا۔ زمینی حقائق یہ بھی ہیں کہ تقریباً تمام میڈیکل کالجوں میں faculty کی شدید کمی کا سامنا ہے جس کا اندازہ اس طرح لگایا جا سکتا ہے کہ صرف میڈیسن کے شعبہ میں 20 پروفیسرز کی سیٹیں خالی پڑی ہیں۔ میڈیکل کالجوں کا قیام بظاہر بڑا خوش کن امر ہے لیکن ایسے کالجوں کا کیا فائدہ جو قوم کی اہم ضرورت تو پوری نہ کر سکیں بلکہ اُلٹا طلباء اور والدین کو نہ ختم ہونے والے مسائل کا شکار کر دیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ صرف ایک فقرہ مزید add کرنے کی اجازت چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! انہی حالات میں راولپنڈی میڈیکل کالج جس کے نیچے بے نظیر میڈیکل ہسپتال اور ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال آتے ہیں، ان کا چیئرمین ایک ڈنگر ڈاکٹر بنا دیا گیا ہے۔ میں ذمہ داری سے عرض کر رہا ہوں کہ ایک ڈنگر ڈاکٹر کو ان کا چیئرمین بنا دیا گیا ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ جب ان ہسپتالوں اور راولپنڈی میڈیکل کالج کا چیئرمین ایک ڈنگر ڈاکٹر ہوگا تو پھر ایسے کالجوں کو چلانے کا کیا فائدہ ہوگا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب لے لیتے ہیں۔ جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! حکومت پنجاب محکمہ صحت نے 2010 میں حکومت کی منظوری سے چار نئے میڈیکل کالجوں کی منظوری دی جن میں کالج کی استطاعت کو مدنظر رکھتے ہوئے داخلے کی سیٹیں بھی مختص کی ہیں۔ محکمہ صحت حکومت پنجاب کی طرف سے میڈیکل کالجوں میں منظور شدہ سیٹیں اور Pakistan Medical & Dental Council (PMDC) کی طرف سے دی گئی سیٹوں کی منظوری میں اختلاف سامنے آیا جس کے بعد یہ مسئلہ زیر بحث لایا گیا کہ میڈیکل کالجوں نے طلباء کے داخلے اپنی مختص سیٹوں سے زائد کئے ہیں۔ اس ضمن میں گزارش ہے کہ محکمہ صحت نے چند میڈیکل کالجوں کی استطاعت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس میں داخلہ کی سیٹیں بڑھا دی ہیں جبکہ PMDC کے ریکارڈ میں وہی پرانا ریکارڈ موجود تھا جس میں سیٹیں کم تھیں۔ حال ہی میں محکمہ صحت اور PMDC کے مابین تمام معاملات طے پا چکے ہیں جس کے بارے میں notification جلد جاری ہو جائے گا۔ PMDC نے زائد طلباء کو 50 ہزار روپے فی کس کے

حساب سے ایک مرتبہ penalize کر کے regularize کر دیا تھا تاکہ طلباء کا مستقبل خطرے میں نہ پڑے۔ اس ضمن میں گزارش ہے کہ متعلقہ کالجوں کے پرنسپل صاحبان اور PMDC سے بات چیت ہو گئی ہے اور اس کا مستقل لائحہ عمل نکال لیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ نے جو دوسری بات کی ہے اس کے لئے کوئی تحریک لے آئیں تاکہ اس کا جواب لیا جائے کہ اس ڈنگر ڈاکٹر کو کس طرح چیئر مین بنایا گیا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اپنی تحریک التوائے کار کو stress نہیں کر رہا لیکن یہ جواب نامکمل ہے۔ میں نے خود اپنی تحریر میں کہا ہے کہ 13-2012 میں 50 ہزار روپیہ اور انہوں نے پھر وہی repeat کیا ہے۔ یہ طلباء کا مسئلہ ہے میں اس کو stress نہیں کرتا، آپ خود اس کا انصاف کیجئے گا کہ میرے بھائی نے جو جواب دیا ہے اگر یہ جواب 13-2012 میں دیا جاتا تو درست تھا لیکن یہ repeat ہوا ہے۔ یہ تمام over and above admissions خطرے میں ہیں تاوقتیکہ اس کو regularize نہ کیا جائے اور regularize بھی والدین کی جیب سے ہوگا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 920/14 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے۔ محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

پنجاب یونیورسٹی کی خواتین کھلاڑیوں کو قوت بڑھانے کے لئے ممنوعہ ادویات کے استعمال کے سکینڈل کا انکشاف

چودھری عامر سلطان چیمہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "سٹی-42" کی خبر کے مطابق پنجاب یونیورسٹی کی خواتین کھلاڑیوں میں ممنوعہ ادویات کے زبردستی استعمال کا سکینڈل، سپورٹس ڈیپارٹمنٹ کے ظلم کی شکار متاثرہ کھلاڑیوں کا خط منظر عام پر آ گیا۔ سکالر شپ ختم کرنے کی دھمکی دے کر زبردستی کیپسول، گولیاں اور انجکشن دیئے جاتے ہیں جس سے خواتین کھلاڑی خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہو گئیں۔ پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ سپورٹس سائنسز میں خواتین کھلاڑیوں کو قوت بڑھانے کے لئے ممنوعہ ادویات کے استعمال کا سکینڈل سامنے آیا ہے جس میں ایڈیشنل ڈائریکٹر سپورٹس شمسہ ہاشمی کو مرکزی کردار ٹھہرایا گیا ہے۔ متاثرہ کھلاڑیوں کی جانب سے

وزیراعلیٰ شہباز شریف اور گورنر چودھری سرور کو لکھے گئے خط کی کاپی "سٹی۔42" کو بھی موصول ہو گئی۔ خط کے متن کے مطابق ممنوعہ ادویات کے مسلسل استعمال کی وجہ سے کھلاڑیوں کے چہروں پر بال نکلنے کے ساتھ ساتھ وزن بھی بڑھنے لگا ہے اور چند کھلاڑیوں کی آوازیں بھی تبدیل ہونا شروع ہو گئی ہیں جبکہ متعدد خواتین کھلاڑی ان ادویات کے استعمال کی وجہ سے خطرناک بیماریوں میں بھی مبتلا ہو گئی ہیں جن میں سے متعدد کھلاڑی شیخ زید ہسپتال کی ایمرجنسی میں زیر علاج بھی رہی ہیں۔ ایڈیشنل ڈائریکٹر سپورٹس شمسہ ہاشمی نے ان کی زندگیاں خطرے میں ڈال رکھی ہیں اور دوسری یونیورسٹیز کے خلاف فتح کے لئے ممنوعہ ادویات کے استعمال پر مجبور کیا جاتا ہے۔ انکار کرنے والی کھلاڑیوں کو سکالرشپ ختم کرنے کی دھمکی دے رکھی ہے۔ متاثرہ کھلاڑیوں نے حکومت پنجاب سے اس سنگین واقعہ کا نوٹس لینے کا مطالبہ کیا ہے تاکہ ان پر ڈھائے جانے والے ظلم کو ختم کرایا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا لہذا اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 922/14۔ میاں طارق محمود صاحب!

تحصیل کھاریاں کے مال افسران کا پٹواریوں کو من پسند حلقے الاٹ کرنے کے عوض بھاری رقم وصول کرنے کا انکشاف

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جذبہ" مورخہ 4۔ جولائی 2014 کی خبر کے مطابق "تحصیل کھاریاں کے مال افسران کروڑ پتی بن گئے، پٹواریوں کو من پسند حلقے میں تعیناتی پر بھاری فیس کی وصولی، منظور نظر پٹواریوں کو ایک سے زائد حلقے الاٹ کر رکھے ہیں۔" تفصیلات کے مطابق تحصیل کھاریاں یورپ بن گئی وہاں پر تعینات محکمہ مال کے افسران بھی کروڑ پتی بن گئے۔ کھاریاں میں ای ایس او کے عہدہ پر تعینات ایک افسر پٹواریوں کو

ان کے من پسند حلقہ جات میں تعینات کرنے کی بھاری فیسیں وصول کر رہا ہے۔ جو پٹواری ان کی ڈیمانڈ پوری نہیں کرتا ان کو مختلف حربوں سے پریشان کیا جاتا ہے۔ موصوف افسر نے اپنے من پسند پٹواریوں کو ایک سے زائد حلقے الاٹ کئے ہوئے ہیں۔ متذکرہ صورتحال سے اہل علاقہ کے مکین بے حد پریشان ہیں۔ ان سے پٹواری، فرد زمین، انتقال وغیرہ کی آڑ میں ہزاروں روپے وصول کرتے ہیں۔ اہل علاقہ نے اس صورتحال سے اعلیٰ حکام کو متعدد مرتبہ درخواستیں ارسال کیں اور شکایات درج کروائیں لیکن کوئی پیشرفت نہ ہوئی۔ یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا مفصّل جواب نہیں آیا، جو جواب آیا ہے میں اُس سے مطمئن نہیں ہوں لہذا اس تحریک التوائے کار کے مفصّل جواب کے لئے next week تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس کے خلاف انکوائری بھی ہوئی ہے جس کی کاپی بھی میرے پاس موجود ہے لہذا معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب next week ایوان میں ذرا تفصیلی جواب دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ next week اس تحریک التوائے کار کا detailed جواب دیجئے گا۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 931/14 محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ کی ہے۔ جی، محترمہ!

ڈیفنس موڑ لاہور پر رکشا الٹنے سے ماں بیٹی کی ہلاکت

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 7۔جولائی 2014 کے تمام قومی اخبارات میں خبر ہے کہ "لاہور میں رکشا الٹنے سے سلنڈر پھٹ گیا، ماں بیٹی زندہ جل گئیں۔" تفصیل یوں ہے کہ تھانہ فیکٹری ایریا کے علاقہ میں تیز رفتاری کی وجہ سے رکشا الٹنے کے باعث دھماکے سے سلنڈر پھٹ گیا اور رکشا میں آگ لگ گئی جس سے رکشا میں سوار دونوں ماں بیٹی جھلس کر جاں بحق ہو گئیں جبکہ رکشا ڈرائیور فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا حالانکہ رکشا

ڈرائیور کا فرض تھا کہ وہ اُن ماں بیٹی کو رکشا سے نکالتا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا، معصوم بچی جو رکشا الٹنے سے باہر آ گئی تھی وہ اپنی والدہ کو رکشا میں سے نکالنے کی کوشش کرتی رہی لیکن کامیاب نہ ہو سکی اور ماں کے ساتھ ہی اس دنیائے فانی سے رخصت ہو گئی۔ یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں ہے بلکہ آئے روز ایسے واقعات کا رونما ہونا معمول بن گیا ہے اور ان واقعات کے ذمہ دار ڈرائیور اور متعلقہ ادارے جن کے ذمہ ان کی چیکنگ ہے وہ ہیں۔ بہت ساری ویگنوں میں بھی سلنڈر پھٹنے سے بے شمار قیمتی جانیں ضائع ہو چکی ہیں لیکن آج تک ایسے واقعات کی روک تھام کے لئے کوئی تدارک نہیں کیا گیا۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ جب بھی کسی گاڑی یا رکشا میں گیس سلنڈر لگتا ہے تو متعلقہ ادارہ اسے اچھی طرح چیک کرے اور ان کی چیکنگ تک کسی بھی گاڑی یا رکشا میں سلنڈر fix نہ کیا جائے تاکہ ایسے حادثات سے بچا جا سکے۔ حکومت نے تو اس مقصد کے لئے ادارہ بنایا ہوا ہے۔ اس میں ملازمین اور افسران بھی تعینات کئے ہوئے ہیں تاکہ وہ ایمانداری سے اپنے فرائض سر انجام دیں تاکہ ایسے واقعات رونما نہ ہوں لیکن وہ اپنے فرائض سے پہلو تہی کرتے ہیں اور ان کی ہی ملی بھگت سے ایسے واقعات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس خبر سے بالعموم پنجاب بھر اور بالخصوص لاہور کے شہریوں میں انتہائی تشویش پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ مورخہ 6۔ جولائی 2014 کو بوقت ایک بجے دوپہر رکشا نمبر LU-3570 جو کہ قینچی سے ڈیفنس موڑ کی طرف جا رہا تھا۔ ڈرائیور کی غفلت، لاپروائی اور تیز رفتاری کی وجہ سے سڑک کے انتہائی بائیں کنارے پر سڑک کے فٹ پاتھ سے ٹکرا کر اُلٹ گیا جس کے بعد پٹرول اور ایل پی جی سلنڈر سے گیس لیک ہونے کی وجہ سے رکشا میں آگ لگ گئی۔ رکشا میں بیٹھی ہوئی دو مسافر خواتین حواس باختہ ہونے کی وجہ سے باہر نہ نکل سکیں اور آگ میں جُھلس کر ہلاک ہو گئیں جبکہ ہلاک ہونے والی ایک خاتون کا بیٹا اور رکشا ڈرائیور باہر نکل کر بچ گئے۔ یہ حادثہ صریحاً ڈرائیور کی غفلت اور لاپرواہی کی وجہ سے پیش آیا اور اس کے رکشا کا سلنڈر نہیں پھٹا لیکن پٹرول اور گیس لیک ہونے کی وجہ سے آگ لگ گئی۔ تھانہ فیکٹری ایریا پولیس نے مقدمہ نمبر 2014/1070 درج کر کے ڈرائیور رکشا کو گرفتار کر کے چالان مرتب کر دیا ہے۔ اخباری خبر میں متعلقہ محکموں کو موردِ الزام ٹھہرایا گیا ہے جبکہ اس اہم ترین مسئلے کے حل کے لئے مورخہ 2013-09-26 کو اوگرا کے ہیڈ آفس اسلام آباد میں ایک نہایت اہم اجلاس ہوا جس میں تمام

صوبوں کے سیکرٹری ٹرانسپورٹ، انسپکٹر جنرل آف پولیس اور موٹر وہیکل ایگزامینز اور انسپکٹر جنرل موٹروے پولیس، چیف انسپکٹر ایکسپلوزیو، ڈائریکٹر جنرل ایچ ڈی آئی پی اور آل پاکستان سی این جی ایسوسی ایشن کے نمائندوں نے شرکت کی اور اس اجلاس میں ہر قسم کی گاڑیوں میں سی این جی کے سلنڈروں اور کٹ کی صحیح جگہ تنصیب اور معیار کے بارے میں احکامات جاری کئے گئے۔ اس سلسلے میں محکمہ ٹرانسپورٹ حکومت پنجاب نے پورے پنجاب میں اپنے ذیلی دفاتر کے ذریعے روزانہ کی بنیاد پر گاڑیوں کی چیکنگ کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے اور ان اقدامات کو جنگی بنیادوں پر آئندہ بھی جاری رکھا جائے گا۔ عوام الناس کے جان و مال کی حفاظت کے پیش نظر حکومت پنجاب محکمہ ٹرانسپورٹ کے کئے گئے اقدامات کے نتیجے میں کئی گاڑیوں کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جا چکی ہے جن کی تفصیل چالان گاڑیوں کو بند کرنا، فٹنس کے سرٹیفکیٹ وغیرہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار بھی ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار کو بھی dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 14/940 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

مویشی منڈیوں کی فیس ختم کرنے سے عام آدمی فائدے سے محروم

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دُنیا" مورخہ 5۔ جولائی 2014 کی خبر کے مطابق حکومت کی جانب سے بلدیاتی ٹیکسوں کے خاتمہ سے عام شہری مستفید نہیں ہو سکے۔ پنجاب بھر کی مویشی منڈیوں میں جانوروں کی خرید وفروخت پر فیس ختم ہونے سے کاروباری حضرات کو فائدہ ضرور پہنچا لیکن گوشت اور دودھ سستا ہونے کی بجائے پہلے سے بھی مہنگے ہو گئے۔ بلدیاتی اداروں کو 3۔ ارب روپے کی سالانہ آمدن سے محروم کر کے بنائی گئی کیٹل مینجمنٹ کمپنیوں کی جانب سے عام شہریوں کو فائدہ پہنچانے کے حوالے سے کوئی حکمت عملی وضع نہ کی جا سکی۔ مویشی منڈیوں میں چھ روز تک خرید وفروخت سے بھی جانوروں کی قیمتوں میں کمی آئی نہ ہی بیوپاریوں، قصابوں اور شیر فروشوں نے شہریوں پر رحم کیا۔ یکم جولائی 1999 کو بھی محصول چونگی اور

ضلع ٹیکس ختم کر دیا گیا جس سے بلدیاتی ادارے اس وقت 7۔ارب 32 کروڑ روپے کی آمدن سے محروم ہو گئے تاہم سینکڑوں اشیاء جن سے یہ ٹیکس وصول کیا جاتا تھا میں سے ایک بھی سستی نہ ہوئی۔ صرف بلدیہ عظمیٰ لاہور اور ضلع کونسل لاہور کی ڈیڑھ ارب روپے سے زائد آمدن متاثر ہوئی جس سے ہر سال دس فیصد کا اضافہ ہونا تھا۔ جنرل سیلز ٹیکس سے بلدیاتی اداروں کو جو share جاری کیا جا رہا ہے وہ متوقع آمدن سے کئی گنا کم ہے۔ Octroi اور ایکسپورٹ ٹیکس کے خاتمہ کا فائدہ بھی شہریوں کی بجائے کاروباری حضرات کو پہنچا جس کی وجہ ٹیکسوں کے خاتمہ کے بعد عام شہریوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے اشیاء کے نرخوں میں کمی نہ کروانا اس حوالے سے حکومتی سطح پر ٹھوس اقدامات نہ ہونا تھے۔ ذرائع کے مطابق اگر کیٹل مارکیٹوں میں جانوروں کی خرید و فروخت پر ٹیکس ختم کرنے کے بعد عام شہریوں کو فائدہ پہنچانے کے حوالے سے اقدامات نہ کئے گئے تو ماضی کی طرح اس کا مقصد بھی کاروباری حضرات کو فائدہ پہنچانا اور بلدیاتی اداروں کے وسائل میں کمی ہو سکتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! گورنمنٹ آف پنجاب نے لائیو سٹاک سیکٹر کی فلاح و بہبود، چھوٹے کسانوں، مویشی پال حضرات کی فلاح و بہبود اور ان کی بھلائی کے لئے اور مویشی منڈیوں سے کرپشن و بھتہ مافیا اور ٹھیکیدار مافیا کو یکسر ختم کرنے کے لئے پنجاب کی مویشی منڈیوں میں جانوروں کی خرید و فروخت پر لاگو فیس کو یکم جولائی 2014 سے فلاح عامہ کی خاطر ختم کر دیا ہے تاکہ چھوٹے کسانوں اور مویشی پال حضرات کو اس سے فائدہ پہنچایا جا سکے اور لائیو سٹاک جو کہ ہماری معیشت کا اہم حصہ ہے اس کو بھی فائدہ پہنچ سکے۔ وہ بلدیاتی ادارے جن کی مویشی منڈیوں کی مد میں آمدن میں کمی ہو رہی تھی اس کی تلافی کے لئے ان بلدیاتی اداروں کی ماہانہ گرانٹ میں اضافہ کی تجویز زیر غور ہے جس کو جلد ہی منظور کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے اس لئے یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

سرکاری کارروائی

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر:اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔آج کے ایجنڈا پر درج ذیل سرکاری کارروائی Laying of Reports ہے۔

پنجاب بیت المال کی سالانہ کارکردگی رپورٹس برائے سال 12-2011 اور 2013 کا ایوان میں پیش کیا جانا

MR DEPUTY SPEAKER: The Annual Performance Report of Punjab Bait-ul-Mall for the year 2011-12 and 2013. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I lay the Annual Performance Report of Punjab Bait-ul-Maal for the year 2011-12 and 2013.

MR DEPUTY SPEAKER: The Annual Performance Report of Punjab Bait-ul-Maal for the year 2011-12 and 2013 have been laid.

ڈویلپمنٹ اتھارٹیز فیصل آباد، گوجرانوالہ، راولپنڈی اور ملتان کی سالانہ رپورٹس برائے سال 13-2012 کا ایوان میں پیش کیا جانا

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Annual Reports of Faisalabad Development Authority, Gujranwala Development Authority, Rawalpindi Development Authority and Multan Development Authority for the year 2012-13. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I lay the Annual Reports of Faisalabad Development Authority, Gujranwala Development Authority, Rawalpindi Development Authority and Multan Development Authority for the year 2012-13.

MR DEPUTY SPEAKER: The Annual Reports of Faisalabad Development Authority, Gujranwala Development Authority, Rawalpindi Development Authority and Multan Development Authority for the year 2012-13 have been laid.

پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ برائے سال2012-13 کا ایوان میں پیش کیا جانا

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Annual Report of Punjab Public Service Commission for the year 2012-13. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I lay Annual Report of Punjab Public Service Commission for the year 2012-13.

MR DEPUTY SPEAKER: The Annual Report of Punjab Public Service Commission for the year 2012-13 has been laid.

پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی لاہور کی سالانہ رپورٹ برائے سال2012-13 کا ایوان میں پیش کیا جانا

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Annual Report of Parks and Horticulture Authority Lahore for the year 2012-13. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I lay the Annual Report of Parks and Horticulture Authority Lahore for the year 2012-13.

MR DEPUTY SPEAKER: The Report of Parks and Horticulture Authority Lahore for the year 2012-13 has been laid.

ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی(TEVTA)کی سالانہ رپورٹ برائے سال2011-12 کا ایوان میں پیش کیا جانا

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Annual Report of Technical Education and Vocational Training Authority (TEVTA) for the year 2011-12. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I lay the Annual Report of Technical Education and Vocational Training Authority (TEVTA) for the year 2011-12.

MR DEPUTY SPEAKER: The Report of Technical Education and Vocational Training Authority (TEVTA) for the year 2011-12 has been laid.

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں ایک اہم مسئلہ کی طرف حکومت پنجاب کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ میری گزارش یہ ہے کہ پنجاب حکومت نے ایک بڑا اچھا قدم اٹھایا کہ مویشی منڈیوں سے عام خریداروں کے لئے فیس ختم کر دی گئی ہے لیکن اس کے against ضلعی حکومتوں اور ٹی ایم اے کی آمدن بالکل ختم ہو گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ٹی ایم اے کو جو ماہانہ ڈویلپمنٹ گرانٹ دی جاتی تھی وہ بھی بند ہو گئی ہے۔ اس سے پنجاب کی تمام ٹی ایم اے اس وقت deficit کا شکار ہیں۔ ان کے پاس آئندہ ماہ کی تنخواہ دینے کے لئے بھی پیسے نہیں ہیں۔ ان کو گورنمنٹ کی طرف سے ایسا کوئی نوٹیفکیشن نہیں دیا گیا جس میں مویشی منڈیوں کے against انہیں رقم کی کوئی transaction ہو یا ان کی جو ڈویلپمنٹ گرانٹ روکی گئی ہے اس کے against ان کو بتایا گیا ہو کہ آپ کو اتنی رقم ہم آئندہ ماہ تک دے دیں گے یا اس سہ ماہی کے مکمل ہونے یا چھ ماہ مکمل ہونے پر دے دیں گے۔ اس وقت پنجاب کی ٹی ایم ایز میں ڈویلپمنٹ کا کام اور ان کی تنخواہوں کا مسئلہ بڑا گھمبیر بن گیا ہے۔ اس وقت وزیر قانون صاحب یہاں پر تشریف فرما ہیں جو کہ وزیر خزانہ بھی ہیں میں ان سے گزارش کروں گا کہ اس پر action take up کریں تاکہ پنجاب کا یہ اہم مسئلہ حل ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے۔ آپ اس پر کوئی تحریک یا قرارداد لائیں۔ آپ اجلاس کے بعد وزیر خزانہ کے ساتھ بیٹھ کر discuss بھی کر لیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ملک صاحب!

محکمہ خوراک کے سوال کے حوالے سے رپورٹ کا ایوان میں طلب کیا جانا

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے وقفہ سوالات کے دوران گزارش کی تھی کہ پچھلے اجلاس میں محکمہ خوراک کے ایک سوال کے حوالے سے ایک رپورٹ آج کے وقفہ سوالات میں submit ہونی تھی۔ سپیکر صاحب نے محکمہ خوراک کے ذمہ داران کے ذمہ یہ رپورٹ لگائی تھی جس کا ابھی تک پتا نہیں چلا۔ وہ رپورٹ بہت اہم ہے، وہ آج پیش ہونی تھی لیکن پیش نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میرا آج کے وقفہ سوالات میں ایک سوال 3728 تھا اس کی ساہیوال کے عوام کے لئے بہت اہمیت ہے۔ اس حوالے سے مہربانی کریں اور اس سوال کو اگلے اجلاس کے لئے pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! معذرت کیونکہ اس وقت سپیکر صاحب یہاں موجود تھے۔ وہ ختم کر چکے ہیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے انہیں گزارش کی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے اور ہم ایجنڈا کے آخر پر ہیں اس لئے معذرت چاہتا ہوں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سپیکر صاحب رپورٹ کے بارے میں کہہ کر گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں بات کرتا ہوں وہ رپورٹ منگوا لیتے ہیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ملک صاحب! ذرا مختصر کیجئے گا۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! بات کرنے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ ایک رومن فلاسفر تھا اس نے کہا تھا کہ مجھے سوال کرنے کا حق مجھے زندہ رہنے کا احساس دیتا ہے۔ مہربانی کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ملک صاحب! بات کریں۔

پنجاب کے ٹی ایم ایز میں فنڈ کی کمی کی وجہ سے فلاحی و ترقیاتی کام متاثر ہونے کا خدشہ

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! یہاں وزیر خزانہ بیٹھے ہیں۔ اس وقت رانا منور صاحب نے جو issue اٹھایا ہے یہ اس وقت اتنا burning ہے کہ یہ صرف تنخواہوں کا معاملہ نہیں ہے بلکہ Public Health اور Sanitation بھی متاثر ہو رہی ہے۔ ٹی ایم ایز عملی طور پر disfunctional ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر! میری گزارش سن لیں، وزیر خزانہ اس پر ایک مہربانی کریں۔ اگر اجازت دیں تو آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ صرف مویشی منڈیوں کے فنڈز ان کی فیسیں معاف کر کے روکے نہیں گئے بلکہ ڈسٹرکٹ قصور، ننکانہ صاحب اور شیخوپورہ بھی ایل ڈی اے کے اُس ایکٹ میں آ گئے ہیں۔ ٹی ایم ایز کو وہاں نقشہ فیس، بس سٹینڈوں کے کرائے اور تمام قسم کی collections کرنے سے روک دیا گیا ہے اور وہ collections اب ایل ڈی اے کرتی ہے۔ ایل ڈی اے کا کوئی functional infrastructure ان اضلاع میں قائم نہیں ہے۔ ہمارے دیہات تو پہلے ہی dump yard تھے، وہاں پر اتنی بری حالت ہے۔ ڈینگی پر تو ہم نے قابو پا لیا مگر جو cholera وہاں پر پھیلے گا وہ ہم روک نہیں سکیں گے۔ فنانس منسٹر اس کو on a very serious note لیں جو آپ کی حکومت کی عملداری تھی، جو writ of the Government تھی وہ ٹی ایم ایز کے ذریعے نافذ تھی۔ اب وہ ٹی ایم ایز disfunctional ہو چکے ہیں۔ آج تنخواہیں دینا تو ناوارد، وہاں پر جو نالیاں صاف کروانے کا انتظام تھا وہ بھی بالکل delete ہوتا جا رہا ہے۔ میری on the floor of the House وزیر خزانہ کو آپ کی وساطت سے یہ عرض ہو گی، یہ معاملہ ان سے متعلقہ ہے اور وہ لاء منسٹر بھی ہیں لہٰذا وہ اس serious note پر اس کا عارضی طور پر بندوبست کریں اور کل یا پرسوں تک آپ کو بتائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! منسٹر صاحب نے یہ note کر لیا ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ اور رانا صاحب اس پر تحریک التوائے کار لے کر آئیں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں اور منسٹر صاحب کی بات سنیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! اس پر تحریک التوائے کار نہیں بنتی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ جو معزز ممبران نے مویشی منڈی کے حوالے سے بات کی ہے وہ ٹی ایم ایز کی jurisdiction میں آتی تھیں اور وہاں ان سے

revenue بھی collect کرتے تھے۔ مگر ان میں بھی بہت سی problems تھیں۔ جس طرح سے یہ Octroi system تھا جس سے لوگوں کو بہت زیادہ problems ہوتی تھیں اسی طرح سے یہ مویشی منڈی سے بھی بہت problems ہوتی تھیں جس کی وجہ سے حکومت نے ایک اصولی فیصلہ کیا ہے کہ مویشی منڈی کی فیس وغیرہ کو ختم کر دیا جائے۔ اس سلسلے میں چیف منسٹر کی instructions پر لوکل گورنمنٹ کی ایک کمیٹی بنائی گئی ہے جو اس پر اپنی سفارشات لا رہی ہے کہ ٹی ایم ایز کے پاس جو funds کی کمی ہے اس کو کس طرح دور کیا جائے۔ میں معزز ممبران سے کہوں گا کہ مجھے ایک یا دو دن کا ٹائم دے دیں، انشاء اللہ کل یا پرسوں میں لوکل گورنمنٹ اور فنانس ڈیپارٹمنٹ کی ایک میٹنگ کر کے اس کو finalize کر کے ایوان میں جواب دے دوں گا۔

بحث

جمہوریت سے متعلقہ قرارداد پر عام بحث

(---جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! واقعی ہی میرے علم میں بھی یہ بات آئی ہے اس لئے اس معاملے کو seriously دیکھیں ان کی بات بالکل valid ہے۔ آج کے ایجنڈے کی اگلی item جمہوریت سے متعلق قرارداد پر عام بحث ہے۔ قرارداد مورخہ 20-اکتوبر 2014 کو وزیر قانون پیش کر چکے ہیں اور اس پر بحث کا آغاز ہو چکا ہے۔ آج بھی اس قرارداد پر بحث جاری رہے گی۔ میرے پاس بائیس معزز ممبران کی فہرست موجود ہے اور جو مزید معزز ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام سیکرٹری اسمبلی کو بھجوا دیں۔ جی، جناب ماجد ظہور! آپ کا نام ہے۔

جناب ماجد ظہور: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ پرسوں علامہ طاہر القادری صاحب نے اپنا دھرنا ختم کرنے کا اعلان کر دیا اور تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان صاحب نے یہ اعلان کیا ہے کہ وہ اپنا musical protest اُسی طرح جاری رکھیں گے۔ انہوں نے ساتھ ہی وہی اپنے پرانے سٹائل میں اپنی خفت مٹانے اور شرمندگی ختم کرنے کے لئے یہ اعلان کیا کہ میں محرم کے بعد ایک نئی تحریک شروع کرنے والا ہوں، جو کام میں شروع کرنے والا ہوں، اس کو سوچ کر بھی مجھے (ن) لیگ اور اس کے کارکنوں پر ترس آتا ہے۔ یہ عمران خان صاحب کا ایک سٹائل ہے، وہ کبھی کسی انداز میں (ن) لیگ کو دھمکی دیتے ہیں، کبھی وہ میاں محمد نواز شریف کے بارے میں کہتے ہیں

کہ وہ مجھ سے اتنے زیادہ خوف زدہ ہو گئے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ وہ sleeping pills لیتے ہیں پھر بھی نیند نہیں آتی۔ میں خان صاحب کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خان صاحب! ہم آپ سے بڑی اچھی طرح واقف ہیں کہ آپ کتنے بہادر ہیں۔ ہمیں وہ وقت بڑی اچھی طرح یاد ہے کہ جب پنجاب یونیورسٹی میں چند طالب علموں نے آپ کو گریبان سے پکڑ کر گھسیٹا، آپ کو طمانچے لگاتے ہوئے ایک کمرے میں بند کر دیا تھا اور آپ بھیگی بلی کی طرح وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے کل بھی اس واقعہ کی مذمت کی تھی اور آج بھی آپ ملک میں جو فحاشی ازم پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں، ہم آج بھی اس کی مذمت کرتے ہیں۔ آپ میاں محمد نواز شریف کے اعصاب کی بات کرتے ہیں تو ساری قوم کو یہ یاد ہے کہ عدلیہ کے خلاف، عدلیہ کی بحالی کے لئے جو تحریک چلی تھی، میاں محمد نواز شریف صاحب ایک ہزار threats کے باوجود اس قافلے کو lead کر رہے تھے اور آپ اس وقت کسی بند کمرے میں چھپ کر اس چیز کا انتظار کر رہے تھے کہ یہ جو جلوس میاں صاحب کی قیادت میں عدلیہ کو بحال کرنے جا رہا ہے اس کا کوئی فیصلہ ہو تو آپ باہر نکلیں۔ آپ کی بہادری سے ساری قوم واقف ہے لیکن اصل میں عمران خان صاحب آپ کا ایجنڈا یہ ہے کہ آپ اس ملک کو سیاسی استحکام نصیب نہیں کروانا چاہتے۔ آپ عالمی طاقتوں کے ایجنڈے پر ہیں اور ساری قوم کو معلوم ہے کہ آپ کے دھرنوں کے لئے پیسا کہاں سے آ رہا ہے۔ آپ مجھے بتائیں چار ماہ پہلے میاں محمد نواز شریف آپ کی رہائش گاہ پر جاتے ہیں، وہاں پر آپ ان کو چائے بھی پلاتے ہیں اور ان کے ساتھ اپنے ذاتی معاملات بھی discuss کرتے ہیں، اس وقت آپ کے سامنے یہ دھاندلی اور سارے معاملات کیوں نہیں تھے؟ لیکن اصل میں وجہ یہ تھی کہ پاکستان سیاسی استحکام کی طرف جا رہا تھا اور پاکستان معاشی ترقی کی طرف جا رہا تھا۔ تین عوامل پاکستان کی ترقی میں سب سے بڑی رکاوٹ تھے۔ پہلا دہشتگردی کا مسئلہ تھا وہ بھی حل ہو رہا تھا۔

جناب سپیکر! دوسرا energy crisis کا مسئلہ تھا، اس کے لئے بھی چائنا یہاں پر پراجیکٹ لگا رہا تھا۔ آپ دیکھیں ساڑھے دس ہزار میگاواٹ کے پراجیکٹ چائنا نے یہاں پر شروع کرنے تھے، آپ نے ان کا راستہ روک دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی چھوٹی بات نہیں ہے اور پھر آپ نے پاکستان کے سب سے عظیم دوست چائنا کے صدر کے لئے تضحیک آمیز الفاظ استعمال کئے، آپ نے یہ کہا کہ ان کا دورہ تو پاکستان کے لئے تھا ہی نہیں، چائنا تو پاکستان کی مدد نہیں کر رہا بلکہ چائنا تو بڑے heavy interest پر پاکستان کو loan دے رہا ہے۔ آپ نے ان کا دورہ پاکستان بھی ملتوی کروایا جو کہ ایک عالمی سازش تھی۔ تیسرا ملک کی ترقی کے لئے جب تک یہاں سیاسی استحکام نہیں ہو گا پاکستان ترقی نہیں کر سکتا اور یہ تینوں

چیزیں آپ کے دھرنے سے پہلے پاکستان کو میسر آ رہی تھیں۔ دہشتگردی بھی ختم ہو رہی تھی، بجلی کا بحران بھی ختم ہو رہا تھا اور پاکستان کو یہاں پر سیاسی استحکام بھی نصیب ہو رہا تھا لیکن آپ کے جو انگلینڈ میں یہودی آقا بیٹھے ہیں، آپ ان کے اشارے پر پاکستان آئے تھے، جو پاکستان کو ترقی کرتا اور پھلتا پھولتا نہیں دیکھنا چاہتے۔ اگر آپ محب وطن ہیں اور آپ چاہتے ہیں کہ پاکستان کی عوام ترقی کرے اور غریب عوام کی قسمت درست ہو تو پھر فوری طور پر اپنے دھرنے کو ختم کرنے کا اعلان کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ماجد صاحب! بہت شکریہ۔ جی، میاں طارق محمود صاحب!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ اس issue پر نیشنل اسمبلی میں بھی بہت بحث ہوئی ہے۔ اس دھرنے کی جو cause عمران خان صاحب نے رکھی ہے وہ یہ تھی کہ چار حلقوں میں دھاندلی ہوئی ہے اور میں حکومت گرانے جا رہا ہوں۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اس میں حکومت کا کیا کام ہے حکومت اس میں کیا کر سکتی ہے؟ قانون کے مطابق الیکشن کمیشن independent ادارہ ہے، اس نے الیکشن کروایا اور اس وقت حکومت ہماری نہیں تھی بلکہ caretaker گورنمنٹ تھی تو اُس وقت اس حکومت کا کیا role تھا کہ ان چار حلقوں میں کسی قسم کی دھاندلی کی سوچ ہوتی۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ الیکشن اتنا fair ہوا ہے جس کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ ماڈل ٹاؤن جہاں میاں صاحب کا گھر ہے وہ سیٹ اگر پی ٹی آئی لے گئی ہے تو دوسری سیٹوں میں کیا رکاوٹ تھی؟ میں سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے عمران خان کو یہ سوچنا چاہئے کہ خیبر پختونخوا میں ان کی حکومت بنی تو کیا وہ دھاندلی کی وجہ سے بنی، کیا وہاں انہیں جو سیٹیں ملیں وہ بھی دھاندلی کی وجہ سے ملیں؟ جو کچھ انہوں نے اپنا شعور پاکستان کی سیاست یا پاکستان کی حکومت کے سامنے پیش کیا آپ یقین جانیں کہ آج پاکستان حکومت کو جو نقصان پہنچا وہ ایک طرف ہے لیکن ہر پاکستانی مزدور سے لے کر کارخانہ دار اور زمیندار تک جو نقصان پہنچایا ہے اس کی مثال اس سے پہلے کبھی نہیں ملتی۔ ان دھرنوں کی وجہ سے پاکستانی معیشت بری طرح نقصان میں گئی ہے۔ پاکستان کا پوری دنیا میں ایک image جس طرح بڑھ رہا تھا جس طرح پاکستان میں لوگ investment کرنے کے لئے آ رہے تھے اور پاکستان ایک بہتری کی طرف جا رہا تھا مگر ان کی وجہ سے image خراب ہوا ہے۔ میں نے یہاں کافی باتیں سنیں، یہاں یہ بھی کہا گیا کہ لوڈشیڈنگ پر کیا ہوا تو سب کو سمجھ آ رہی ہے کہ لوڈشیڈنگ پر کیا ہو رہا ہے اور اس میں کتنی کمی واقع ہوئی ہے؟ گزارش صرف یہ ہے کہ پوری دنیا کے نقشے کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ برطانیہ میں جب

حکومت بنتی ہے تو ان کے اپوزیشن والے لوگ حکومت کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ کیا اوباما کے ساتھ جس نے الیکشن لڑا وہ اوباما کی حکومت کی مدد نہیں کر رہا؟

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے چار صوبے ہیں جن میں سے ایک صوبائی حکومت ان کے پاس تھی، اپوزیشن میں ان کی اپنی ایک طاقت تھی اور اس صوبہ پنجاب میں بھی ان کی ایک طاقت تھی لیکن انہوں نے جو کیا ہے یہ پاکستان کی تاریخ بتائے گی، جو زیادتی پاکستان کی سیاست اور جمہوریت کے ساتھ انہوں نے کی ہے وہ شاید اپنے آپ کو نوجوان سمجھتے ہیں اور عمر کے اس حصے میں ہیں جب وہ اپنے آپ کو نوجوان سمجھیں تو ویسے ہی اسے کچھ اور سمجھنا چاہئے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس نقصان کا کون ذمہ دار ہوگا؟ وہ تاریخ جس میں قوموں اور ملکوں نے ترقی کی اس میں آپ دیکھیں کہ غداروں کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے جو ملک کے ساتھ غداری کرتے ہیں۔ پاکستان میں یہی کمی ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک وزیر اعلیٰ اپنا سارا کام چھوڑ کر کسی اور کام میں لگ جائے۔ آج خیبر پختونخوا میں جس طرح کی حکومت ہو رہی ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ اس حکومت نے سب سے بڑا جو کام کیا ہے اس کی وجہ سے آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پاکستان دہشتگردی کی لپیٹ سے بالکل نکل رہا ہے۔ آج کی صورتحال سے نمٹنے کے لئے جو measures حکومت نے adopt کئے تھے ان کی مثال یہ ہے کہ پاکستان کو جب ضرورت پڑی تو چائنا پاکستان کے نزدیک آیا جس سے بین الاقوامی طاقتوں کو بڑی تکلیف ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج پھر جب چائنا پاکستان کے قریب آیا ہے تو یہ وہ تکلیف ہے جو کس رنگ سے سامنے آئی ہے۔ آج پاکستان کی سیاسی جماعتیں جنہوں نے اس وقت اکٹھے ہو کر پاکستان کی جمہوریت کو بچایا وہ سب خراج تحسین کی مستحق ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب محمد غیاث الدین صاحب!

(اذانِ ظہر)

جناب ابو حفص محمد غیاث الدین: الحمدللہ رب العالمین۔ والعاقبة للمتقین والصلوة والسلام علیٰ رسولہ محمد و علی آلہ واصحابہ و خاتم النبیینﷺ اجمعین۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ والفتنة اشد من القتل۔ صدق اللہ العظیم۔

جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ جمہوریت سے متعلق قرارداد جو اس ایوان میں پیش ہوئی اس سے متعلق معزز ممبران جو اپنے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں اسی سلسلے میں یہ عاجز بھی کچھ گزارش کرنا چاہتا ہے۔ 14۔ اگست کو جمہوریت کے خلاف لاہور سے دو نام نہاد پاکستان کے عوام کے خیر خواہوں

نے یہاں سے ایک جلوس کی شکل میں اسلام آباد کو مسلسل کئی دن گھیرے رکھا، انہوں نے جمہوریت کو ختم کرنے اور اپنے آپ کو پاکستان کے عوام کا خیر خواہ ثابت کرنے کے لئے ملکی معیشت کو جس طریقے سے بند کرنے کی کوشش کی ہے الحمد للہ پاکستان کی موجودہ حکومت نے جس صبر واستقامت کا مظاہرہ کیا اسی مظاہرے اور صبر کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ ان میں ایک نام نہاد لیڈر تھک ہار کر وہاں سے واپس آ چکا ہے اور دوسرا انشاء اللہ العزیز اپنے مقاصد میں ناکام ہو کر واپس آئے گا۔ میں چند باتیں ثبوت کے طور پر کرنا چاہتا ہوں۔ جناب طاہر القادری نے کینیڈا کے اندر بیٹھ کر ایک کتاب ترتیب دی ہے جس کے چند ایک اقتباسات اس خیال سے پیش کرنے لگا ہوں کہ کیا ان کی اپنی تحریر کے مطابق اس کی زد میں طاہر القادری صاحب اور عمران خان صاحب دونوں نہیں آتے؟ طاہر القادری صاحب نے جو کتاب کینیڈا میں بیٹھ کر تصنیف کی ہے وہ "دہشتگردی اور فتنہ خوارج" ہے۔ اس میں وہ دہشتگردی کی تعریف کرتے ہیں، اس کتاب کے صفحہ 237 پر علامہ صاحب رقم طراز ہیں کہ اصطلاح فقہاء میں بغاوت سے مراد ایسی حکومت کے احکام کو نہ ماننا اور اس کے خلاف مسلح خروج کرنا ہے جس کا حق حکمرانی قانون کے مطابق قائم ہوا ہو۔ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ باغی جماعت کون ہوتی ہے؟ اسی کتاب کے صفحہ 238 پر لکھتے ہیں کہ فیاًباغیاً کا معنی مسلم ریاست کی اتھارٹی تسلیم نہ کرنے والا گروہ ہے۔

جناب سپیکر! میں ان دونوں ہستیوں سے پوچھتا ہوں کہ کیا موجودہ حکومت کو حق حکمرانی قانون کے مطابق پاکستان کے عوام نے عطا نہیں کیا، کیا یہ حکومت عوام کے ووٹوں سے وجود میں نہیں آئی؟ یہ کہتے ہیں کہ یہ الیکشن غلط ہوئے الیکشن درست نہیں ہوا تو کیا یہ الیکشن جس کے بعد یہ حکومت آئی ہے، یہ الیکشن پاکستان مسلم لیگ (ن) نے کروایا تھا، کیا اس وقت عبوری حکومت نہیں تھی جسے ان دونوں کے علاوہ سب جماعتوں نے تسلیم کیا تھا اور الیکشن کمیشن کا سربراہ جو تمام سیاسی جماعتوں کے اتفاق سے بنا تھا، کیا اسے (ن) لیگ نے چنا تھا؟ تمام کا اتفاق تھا۔ جب یہ حکومت پاکستان کے عوام نے اپنی مرضی سے ووٹ استعمال کر کے قائم کی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب کی اس تعریف کے مطابق ان کا 14۔اگست کو نکلنا، خود اس تعریف کے مطابق یہ دہشتگرد کہلا رہے ہیں اور یہ ان کی دہشتگردی کی علامت ہے۔ بطور ثبوت علامہ طاہر القادری صاحب اپنی کتاب میں ایک حدیث بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبادہ بن صامتؓ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضرت عبادہ بن صامتؓ فرماتے ہیں کہ "حضور اکرم نے ہم سے اس بات کا اقرار لیا کہ جس کو حکمرانی کا حق دیا گیا اس کے حق حکمرانی یعنی اتھارٹی کے خلاف کام نہیں کریں گے سوائے اس صورت کے کہ اس کا کفر صریح واضح ہو

جائے اور اس معاملہ میں تمہارے پاس اللہ کی طرف سے مقرر کردہ واضح اور قطعی دلیل ہو"۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ کیا موجودہ حکومت سید الانبیاءؐ کی غلام نہیں ہے یا کہ مصطفیٰؐ کا کلمہ پڑھنے والی نہیں ہے۔اس حدیث کے مطابق ان کا خروج کرنا یہ ثابت کر رہا ہے کہ یہ خود دہشتگرد ہیں اور اپنی تعریف کے مطابق فتنہ و فساد پھیلانے والے ہیں۔ قرآن پاک کی رو سے یہ ہے کہ "وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ" فتنہ قتل سے بھی زیادہ سخت ہے۔

جناب سپیکر! یہ اسلام آباد میں بیٹھ کر پاکستان کی قوم کی اصلاح کے لئے نہیں بلکہ ایک جمہوری حکومت کو ہٹا کر ملک میں فتنہ ڈالنا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

جناب ابو حفص محمد غیاث الدین: جناب سپیکر! صرف دو منٹ میں اپنی بات مکمل کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اپنی بات کو wind up کریں۔

جناب ابو حفص محمد غیاث الدین: جناب سپیکر! میں ایک دو حوالے اور دینا چاہتا ہوں۔ عمران خان صاحب نے وہاں اعلان کیا تھا کہ میں وزیر خزانہ اسے بناؤں گا، میں یہ عرض کروں کہ یہ کس کو وزیر خزانہ بنانا چاہتے ہیں، آپ ملاحظہ فرمائیں کہ کیا یہ پاکستانی قوم کے خیر خواہ ہیں اور کیا یہ اسلام کے خیر خواہ ہیں؟ مرزا مسرور جو اس وقت جماعت احمدیہ کا سربراہ ہے، اس کے داماد جس کا نام میاں عاطف ہے۔ انہوں نے اعلان کیا کہ میں وزیر خزانہ میاں عاطف کو بناؤں گا جو جماعت احمدیہ کے سربراہ کا داماد ہے۔ کیا یہ ملک کا خزانہ ان کو پیش کرنا چاہتے ہیں جو مصطفیٰؐ کی نبوت کے منکر ہیں۔ جب تک جسم میں جان ہے کوئی پاکستان کے اندر احمدی سربراہ نہیں بن سکتا۔ اس ملک کا خزانہ سید الانبیاءؐ کے خادم کے پاس رہے گا۔ مرزا مسرور کے داماد کے پاس نہیں جا سکتا اور ان کی شادی کے متعلق سوشل میڈیا پر شائع ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ کہ عمران خان جو اس ملک کو سنوارنا چاہتے ہیں تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ "ٹیریان" جو اس کی بیٹی ہے، اس کے متعلق اگر یہ سوچیں تو وہ بیٹی پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ "ابو مجھے کس کے سہارے پر چھوڑا ہے"۔ یہ اسے تسلیم نہیں کرنا چاہتے جس کے متعلق جمائما نے خود کہا تھا کہ ہم اسے کفالت میں لیں گے۔ جمائما نے اس کے سلوک سے "خان" کا لفظ مٹا دیا ہے۔ انہوں نے اپنی اہلیہ کے ساتھ اتنی بدسلوکی کی ہے کہ جمائما نے "خان" کا لفظ ہٹا کے "خان برادری" کی توہین کی ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت، بہت شکریہ

جناب ابو حفص محمد غیاث الدین: جناب سپیکر! میں صرف شعر عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب ابو حفص محمد غیاث الدین:

اس رہ گزر شوق میں کانٹے نہ بچھاؤ
گزرو گے کبھی تم بھی اسی رہ گزر سے

اور جس طریقے سے یہ کہتے ہیں تو میں انہیں کہنا چاہتا ہوں کہ:

تیری جدا پسند ہے میری جدا پسند
تجھ کو خودی پسند ہے مجھ کو خدا پسند

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ سردار خالد محمود وارن صاحب!

سردار خالد محمود وارن: نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! اج جیہڑے موضوع تے میکوں موقع ملیا جمہوریت دی حمایت، اپنے قائد دی جیہڑے تہاڈے تے میڈے بلکہ 18 کروڑ عوام دے خیر خواہ میاں محمد نواز شریف تے میاں محمد شہباز شریف دی حمایت دی قرارداد اسمبلی وچ پیش کیتی گئی اے میں اوہندی مکمل حمایت کریندآں کیونکہ میڈے نال بیٹھے ہوئے میڈے colleague اپوزیشن دے ساتھی ساڈے ول غور نال ڈیکھدے پئے ہن۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ساڈی حمایت نال اوا کھیندے پئے ہن کل تے پرسوں کہ اے خوشامد کیتی ویندی پئی اے قرارداد نال۔ اونہاں کو میں اے ڈسینداں کہ ڈو تقریراں کرتے ایوان توں باہر نکل ونجن کوئی بہادری کائی نیں۔ بہادری اے ہے کہ میڈے قائد نے تہا کو سکھایا کہ سنو! برداشت کرو تے ملک تے ایں قوم دی بھلائی کرو نا کہ ڈو چار گالہیں کڈھ کے ایوان دا ٹائم ضائع کریندے او جیہڑا کہ صرف عوام دی توہین اے۔ جیہڑا کہ اونہاں نے اپنی تقریراں وچ فرمایا اے۔ میں اکھیندآں کہ میڈے قائد میاں محمد شہباز شریف جیہڑے رحیم یار خان توں گھن تے اٹک تک اگر پنجاب دی خیر خواہی کرن تے ول اساں اوہندی حمایت کیوں نا کروں؟ اوہ ترقی دے اوں رستے تے چل رہے نیں۔ ایں وقت تے میں ایہناں کوں اکھیندآں تے چیلنج کریندا اں کہ میڈے قائد ایں پاکستان دے قائدین ملک دے خیر خواہ نیں

بلکہ او محمدی ہن کہ حضور جنہاں دے اسیں پیروکار ہن تے اللہ دی مخلوق نال پیار کرنا میڈے نبی نے سکھایااے۔ من لو مصطفیٰ نے سکھایااے۔ جیہڑا نبی دا غلام ہوسی اوہندی انشاء اللہ امداد اللہ تعالیٰ کریسی تے اللہ نے امداد کیویں کیتی ؟تساں ڈٹھا، میں وی ڈٹھا،اے عوام نے وی ڈٹھا، ملک نے وی ڈٹھا بلکہ دنیا نے ڈٹھا کہ اے جیہڑے جادوگر دونویں ملک تے قوم دے دشمن اونہاں کوں اللہ نے کیویں اینہ میدان توں کڈھا تے میڈے تے تہاڈے قائدین کو، ساکوں تے تہاکوں بلکہ ایں پارلیمنٹ کو کیویں سرخرو کیتا کہ اللہ دی مدد شامل حال تھئی۔ میڈے قائد حضور، خلفائے راشدین دے طریقے تے چلدے ہوئے جینویں حضرت عمر سائیں اپنے مونڈھے تے آٹے دا توڑا رکھ کے غریب عوام دے گھر پہنچاندے ہن، دروازہ کھڑکا کھڑکا کے اونہاں دے گھر پہنچاندے ہن تے میڈے تے تہاڈے قائد میاں محمد شہباز شریف تے میاں محمد نواز شریف اینویں توڑے رکھ کے سیلاب زدگان دے گھر وچ پہنچائے نیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! حضور دے منن والیاں ایہہ وی ڈٹھا کہ میڈے قائدین نے سیلاب زدگان تے غریباں دی ایویں مدد کیتی جینویں حضرت عمرؓ نے غریباں دی مدد کیتی۔ کیوں اساں اونہہ دی خوشامد کریندے۔ تہاکوں اخبار یا ٹی وی تے نئیں نظر آیا کیا اونہہ ویلے غریباں دی امداد کیتی یا اسیں خوشامدی ایں۔ میں خوشامدیاں چوں ہاں نا میڈاابا خوشامدی نہ ساڈا خاندان خوشامدی۔ میں حق دی آواز ڈیون والا بندہ۔ میں تہاکوں اے یقین ڈواناں پیاں میں اپنے اکھیں نال ڈٹھے کہ میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف، ایہناں کو میڈیا نے وی ڈٹھا اے کہ اساں اوتھاں اوہندے کارکن وی موجود ہن، انتظامیہ موجود ہئی، کیا ڈینگی وچ میڈے قائدین حضور دی سنت پوری کریندے ہن، حکومت نئیں کیتی بلکہ عوام دی خدمت کیتی اے تے عوام نے موقع ڈے کے ثابت کیتا اے تے اونہاں نے ڈٹھا اے کہ اساں حضور دے خادم آں۔ حضور دے اساں منن والے آں تے حضور دی اتباع کریندے آں۔ کیا تساں نئیں ڈٹھا کہ بارشاں وچ میڈے قائدین پانی دے وچ بھگے ہوئے ہن، کیا تساں نئیں ڈٹھا کہ سوات دے وچ غریب، نادار تے مسکیناں کوں حق دیون واسطے اوتھاں نئیں پہنچے ؟ کیا تساں نئیں ڈٹھا کہ میڈے تے تہاڈے پیارے قائدین زلزلے توں بعد عوام تک نئیں پہنچے ؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اگر اوہ حضور پاک دے صحابہ دے طریقے تے چل کے اللہ دی مخلوق دی خدمت کیتی اے تے اوہندے صلے دے وچ اج تہاکوں دنیا دے وچ اللہ نے بے نقاب کر دتا اے کہ تساں قوم

تے ملک دے خیر خواہ نئیں۔ میاں محمد نواز شریف تے میاں محمد شہباز شریف قوم دے خیر خواہ ہن جنہاں نال اللہ تے اللہ دے رسول دی امداد ہووے تے اینویں میڈے سائیں دعا فرماندے پئے ہن کہ اے جیہڑے میڈے تے قوم دی اواز دے دشمن ہن اوہ انشاء اللہ اسلام آباد توں نامراد تھیسن۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ وارن صاحب!

سردار خالد محمود وارن: جناب سپیکر! اینہاں کوں جمہوری رویے اپنانے چائیدے ہن جیہڑے کہ میڈے قائدین نے تہاکوں سکھایا اے۔ اج حکومت ہتھ ہووے تے تہاڈے تے ہتھ نہ چاوے، اج حکومت ساڈی ہووے تے اساں تہاکوں جواب نہ ڈیووں، اساں آقا دے منن والے ہاں کیونکہ صبر دا میڈے اللہ تے میڈے آقا نے درس دتا اے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وارن صاحب! بس کریں۔

سردار خالد محمود وارن: جناب سپیکر! اس ساڈے قائدین نے صبر کیتا اے تے تساں گند بھکیندے او تے میڈے قائدین عوام دے در تے ونج کے عوام دی نوکری کرن۔ کیا میں خوشامد کریندا پیا آں۔ عوام نے دیکھیا تے دنیا دیکھدی رہسی، تے انشاء اللہ ساڈے قائدین عوام دی خدمت کریندے رہسن۔ ساڈے دشمن ملک ول بُری نگاہ نال دیکھدے پئے ہن تے اللہ اونہاں کوں نامراد کریسی۔ انشاء اللہ پاکستان ترقی کریسی، جنوبی پنجاب ترقی کریسی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز جمعتہ المبارک مورخہ 24-اکتوبر 2014 کی صبح 9:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔